REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۲۴
شمارہ ۳

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۳ محرم ۱۳۹۵ ہجری | ۱۶ صلح ۱۳۵۴ ہش | ۱۶ جنوری ۱۹۷۵ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۳ صلح (جنوری) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۸ صلح کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل طبیعت نسبتاً بہتر رہی الحمد للہ۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۱۳ صلح۔ آج مغرب سے قبل مکرم شیخ غلام رحمانی صاحب آف لنڈن ربوہ کے جلسہ میں شمولیت کے بعد مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے قادیان پہنچے۔ اور عشاء کی نماز کے بعد موصوف نے جلسہ سالانہ ربوہ کے مختصر کوائف سُنائے۔ اللہ تعالیٰ ان کا دارالامان آنا ہر طرح موجبِ برکت بنائے۔ آمین۔

★ — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★ — الحاج حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام خیریت سے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ناندی (جزائر فجی) میں دیوالی کی تقریب پر

ایک احمدی دوست کی کامیاب تقریر اور ہندو بھائیوں کو دیوالی کی مبارکباد

(از مکرم عبدالرشید صاحب رازی مقیم جزائر فجی)

ہندوستان سے دُور آسٹریلیا کے قریب جزائر فجی میں دو قومیں بستی ہیں۔ ایک تو لوکل فجیین جو کہ افریقن نژاد ہیں۔ اور دُوسرے ہمارے ہندوستانی بھائی جن میں سے زیادہ تعداد ہندو مذہب کے لوگوں کی ہے۔ اور نسبتاً تھوڑے مسلمان ہیں۔ یہاں پر اپنی جماعت کی تعداد آبادی کے لحاظ سے اچھی ہے۔ امسال یہاں کی گورنمنٹ نے پہلی بار مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذہبی تہواروں پر پبلک چھٹی دی جس پر ماہ اپریل میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ڈے منایا گیا۔ اور اب رمضان کے مہینہ کے بعد دیوالی کے دن کی چھٹی ہوئی اور پُوری شان کے ساتھ ہمارے ہندو بھائیوں نے یہ دن منایا۔ آیتِ قرآنی وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کے مطابق بھارت ورش میں ہونے والے حضرت رام چندر جی اور حضرت کرشن جی بھی خدا کی طرف سے اوتار (نبی) اور راستباز انسان ثابت ہوتے ہیں اس لئے ہندو بھائیوں کا ایسا تہوار جس کی تاریخ کسی بھی بزرگ کی زندگی کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی ہے، اسلامی رواداری کا تقاضا ہے کہ ہم بھی اس روز اپنے ان بھائیوں کی خوشی میں شریک ہو کر مبارکباد پیش کریں۔ اگرچہ ناندی (جہاں پر ہماری جماعت اور ایک مسجد بھی ہے اور یہ ٹاؤن انٹرنیشنل ایرپورٹ کے ساتھ ہی واقع ہے۔) میں دیوالی کمیٹی نے اپنے سوشل اجتماع کے لئے پروگرام مرتب کر لیا تھا۔ مگر پھر بھی محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کو بھی اس اجتماع میں خطاب کرنے کا موقعہ مل گیا۔ ہندوستان سے آئے ہوئے ایک ناندی ٹاؤن کونسل کے انجینئر مسٹر ملہوترا صاحب سے مَیں نے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اور اجتماع میں مجھے بھی وقت دے کر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ کمیٹی کے ایک ممبر مسٹر رام دیال صاحب کے تعاون سے صدر صاحب کمیٹی مسٹر ہریش شرما صاحب نے میرا نام مہمانِ خصوصی کے طور پر رکھ لیا۔ (مسٹر ہریش شرما صاحب موصوف ناندی ٹاؤن کے مشہور وکیل اور ایک سوشل ورکر بھی ہیں)

دیوالی کی تقریب کی چھٹی تو ۱۳ر نومبر کو تھی مگر اس تقریب کے سلسلہ میں سوشل اجتماع ۱۲ر نومبر کی رات کو ۸ بجے سے لے کر گیارہ بجے تک منعقد ہوا۔ تقریب کے اس اجتماع کو خصوصیت سے حسب ذیل خصوصی مہمانوں نے بالترتیب خطاب کیا:-

(۱) مکرم ڈاکٹر شوکت علی صاحب میئر ناندی ٹاؤن کونسل جو کہ ایک احمدی ہیں۔

(۲) مکرم راتو ناپولیونی داوائی (Ratu Napoleoni - Dawai) جو کہ فجی حکومت کے ایک سینیٹر بھی ہیں۔ اور ناندی کے علاقہ کے اپنے فجیین لوگوں کے چیف بھی ہیں۔ (۳) تیسری تقریر خاکسار کی تھی۔ (۴) چوتھی تقریر ناندی انٹرنیشنل ایرپورٹ کے مینیجر مکرم ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ گفرڈ کی تھی اور آخری تقریر مکرم ایچ۔ ایم لودھیا صاحب جو کہ اس علاقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں، کی تھی۔

اپنی باری پر انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے خاکسار نے سب سے پہلے دیوالی کمیٹی کا شکریہ ادا کیا کہ اس کے اراکین نے میری درخواست پر مجھے اظہارِ خیالات کا موقعہ دیا۔ بعدہٗ اپنے ہندو بھائیوں کو دیوالی کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے اُنہیں کچھ قرآنی باتیں سُنائیں۔

تقریر کے آغاز میں خاکسار نے سُورت الفاتحہ کی پہلی آیتِ کریمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کی تشریح کرتے ہوئے واضح کیا کہ قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق خدا تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے وہ صرف چینیوں، اسرائیلیوں اور عربوں کا ہی خدا نہیں بلکہ سب جہانوں کا خدا ہے۔ اگر اس کا بنایا ہوا سورج دُنیا کے اس خطہ میں اپنی روشنی دیتا ہے تو ہندوستان کو اپنی روشنی سے محروم نہیں رکھتا۔ یہی حال روحانی روشنی کا ہے کہ وہ بھی کسی قوم یا ملک یا خطہ کے ساتھ مخصوص نہیں چنانچہ قرآن پاک واضح طور پر فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کہ دُنیا کی ہر اُمت میں خدا کے نذیر آتے رہے ہیں۔ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ کہ ہم نے چند رسولوں کا نام لے کر اس قرآن کریم میں ذکر کر دیا ہے اور باقی رسولوں کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے جو کوئی قرآن کریم میں مذکور چند انبیاء کے نام پڑھنے کے بعد یہ خیال کرتا ہے کہ ان کے علاوہ اور کوئی رسول نہیں آئے تو وہ غلطی پر ہے۔

اس موقعہ پر خاکسار نے مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی مشہور و معروف تصنیف پیغامِ صلح سے ایک ایسا ہی حوالہ پڑھ کر سُنایا کہ ایسے پاک لوگ جن کو لاکھوں انسانوں نے مانا اور ان کی سچائی اللہ تعالیٰ نے ثابت کر دکھائی وہ یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ اور خدا کے پاکباز انسان تھے۔ اُن میں سے ایک رام چندر جی بھی تھے جنہوں نے باوجود خوش حال کے چودہ برس جنگل میں گزارے اور آپ کے ساتھ آپ کی پاکباز بیوی سیتا نے بھی ہمت نہ ہاری اور آخر میں جب کامیاب و کامران ہو کر واپس ایودھیا آئے تو اُن کا پوری شان سے استقبال کیا گیا۔ اسی موقعہ کی یاد میں دیوالی کا یہ تہوار منایا جاتا ہے۔ خاکسار نے واضح کیا کہ ایسے واقعات خدا کے پاک انسانوں سے پیش آتے رہتے ہیں۔ اس ضمن میں قرآنِ پاک کی سات آیات پڑھ کر مع ترجمہ سُنائیں۔ ان میں سے ایک آیت یہ تھی اِنِّیْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى اور بتایا کہ رام چندر جی کے ساتھ ان کی بیوی سیتا کی نیکی اور کوشش بھی ضائع نہ ہوئی۔ اور وہ بھی نیک لوگوں میں شامل ہوئیں۔

اسی طرح ایک آیت یہ بھی سُنائی گئی کہ

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ۔

خدا تعالیٰ نے مختلف ملکوں اور قوموں میں اپنے فرستادے اس لئے بھیجے تا کہ دیکھیں کہ کون نیکیوں کے کاموں میں اپنی اپنی شریعت پر عمل

(باقی دیکھئے صلا پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرت سر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۶ر صلح ۱۳۵۴ ہش

قادیان اور ربوہ میں جماعت احمدیہ کا کامیاب سالانہ جلسہ
اور
صداقتِ احمدیت کا روشن نشان

جماعتِ احمدیہ کے ہر دو مرکز قادیان اور ربوہ میں مقررہ تاریخوں پر سالانہ جلسہ نہایت درجہ کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ اور ہر دو مقامات کے جلسے کی کسی قدر مفصل رپورٹ قارئینِ بدر گزشتہ اشاعتوں میں پڑھ چکے ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اوّل قادیان میں جو جماعت کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں نہ صرف یہ کہ ہندوستان کے مختلف صُوبہ جات سے شریک ہونے والوں کی تعداد پہلے سالوں کی نسبت کہیں زیادہ تھی بلکہ بیرونی ممالک سے تشریف لانے والوں کی تعداد بھی بحمد اللہ اسی نسبت سے زیادہ ہی تھی۔ اور پھر ربوہ کے جلسہ سالانہ کے بعد جو غیر ملکی دوست قافلہ کی صورت میں ۳۰/۳۱ دسمبر کو قادیان پہنچے جن میں برطانیہ۔ امریکہ۔ ہالینڈ۔ غانا۔ نائیجیریا۔ مارشس۔ انڈونیشیا اور ملیشیا کے ۴۸ افراد مرد و زن کے علاوہ شیر خوار بچے بھی شامل تھے۔ (اس سے قبل اور بعد میں آنے والوں کی تعداد اس سے مستزاد ہے) ان سب لوگوں کے اخلاص بسلسلہ سے محبت و فدائیت کا صحیح اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے ان کے تمتماتے چہروں کو دیکھا اور اُن کی پُر خلوص باتوں کو سُنا۔ اُن سے معانقہ کیا اور عبادات میں اُن کی تضرع اور عاجزی کو بارگاہِ رب العزت میں بجالاتے مشاہدہ کیا۔ ان لوگوں کے دلوں میں ایسی زبردست انقلابی کیفیت کس نے پیدا کر دی؟ ان میں فدائیت کی ایسی رُوح کس نے پھونک دی؟ مع ذالک ہزاروں ہزار میل کی مسافت طے کر کے راستے کی بے شمار صعوبتیں اور تکالیف برداشت کرتے ہوئے ہزاروں ہزار روپے اپنی گرہ سے خرچ کر کے یہ لوگ یہاں پہنچے تو سوائے رُوحانیت کے انہیں اور کونسے مادی منافع یہاں کھینچ کر لانے کا باعث بنے؟ قادیان کا دُور افتادہ قصبہ اپنے اندر کسی طرح کی مادی کشش اور جاذبیت نہیں رکھتا۔ مگر صرف امریکہ سے ہی ۲۳ نفوس چلے آئے۔ ہاں وہی امریکہ جو آج مادیت میں صفِ اوّل کا ملک ہے۔ اور وہاں کے آسودہ حال لوگ سیر و تفریح کے لئے دور دراز کا سفر کرتے ہیں۔ مگر قادیان اور ربوہ میں سیر و تفریح کے کونسے سامان تھے کہ ان کا یہ سفر اسی غرض سے سمجھا جاتا ——!! البتہ جو چیز انہیں ربوہ اور قادیان میں مل گئی یقیناً کسی دُوسری جگہ ہرگز میسر نہ آسکتی تھی۔ اسی لئے تو وہ کشاں کشاں ادھر چلے آئے اور یہاں پہنچ کر انہیں جو قلبی سکون میسر آیا۔ اس سے ان کی تمام کوفتیں دُور ہو گئیں۔ اور رُوحوں کو جو تازگی حاصل ہوئی اس کی کوئی قیمت ہی نہیں لگائی جا سکتی ——!!

یہی حال ربوہ کے جلسہ سالانہ کا رہا۔ اخبار ٹریبیون مجریہ ۲۸/۱۲/۷۴ میں شائع شدہ خبر کے مطابق پندرہ بیرونی ممالک کے یکصد سے زائد غیر ملکی احمدیوں نے اس سال ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ یہ تعداد کوئی معمولی نہیں۔ دور دراز کے ممالک سے محض مذہبی جلسہ میں اُن لوگوں کی شرکت اور وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ کچھ ہی عرصہ پہلے جماعت کی مخالفت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی گئی، بلاشبہ صداقتِ احمدیت کا ایک واضح نشان ہے۔ آپ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اُس پیشگوئی کو مستحضر کریں جو آج سے ۹۲ سال پہلے ایسے وقت میں سُنائی گئی کہ دُور دراز سے لوگ بکثرت تیرے پاس آئیں گے جبکہ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے تین چار آدمیوں سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔ لیکن اب یہ جو اکنافِ عالم سے اس قدر غیر ملکی چلے آئے تو اُن میں سے ایک ایک شخص اس پیشگوئی کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے۔

اسی کے ساتھ ربوہ کے سالانہ جلسہ میں حاضرین کی مجموعی تعداد کو بھی دیکھ لیں جو گزشتہ سال کی تعداد کے مقابل پر ڈیڑھ گنا ہو گئی۔ گزشتہ سال ایک لاکھ کی تعداد ریکارڈ ہوئی تھی۔ اور اس سال خدا کے فضل و کرم سے یہ تعداد بڑھ کر ڈیڑھ لاکھ نفوس تک پہنچ گئی۔ اور وہ بھی ایسے ماحول میں جبکہ کئی قسم کی روکوں اور مخالفین کی طرف سے طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلانے اور جلسہ میں حاضر ہونے سے لوگوں کو متنفر کرنے کی بے انتہا کوششوں کے پھر بھی جلسہ سالانہ ربوہ کی حاضری کا اس قدر بڑھ جانا احمدیت کی صداقت کا ایک روشن نشان نہیں تو اَور کیا ہے؟ اسی نوع کی تقابلی صورتِ حال پر نگاہ کرنے والے سنجیدہ مزاج کے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ نے فرمایا ؎

ذِلّت ہیں چاہتے یہاں اِکرام ہوتا ہے!
کیا مفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے؟

آپ تھوڑی دیر کے لئے گزشتہ مئی سے آخر اکتوبر، نومبر تک کے مخالفانہ حالات کو مستحضر کریں۔ مخالفین نے احمدیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے کیا کچھ جتن نہیں کئے۔ لُوٹ کھسوٹ، آتش زنی، قتل وغارت سے لے کر مہینوں احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ کرنے تک وہ کونسا حربہ ہے جو انہیں تنگ کرنے اور احمدیت سے برگشتہ کرنے کے لئے عمل میں نہیں لایا گیا۔ مگر ان خطرناک مخالفانہ منصوبوں کو احمدیوں کے قوی ایمانوں اور عقیدہ کی خاطر اُن کی بے نظیر قربانیوں نے قطعی طور پر ناکام و نامراد کر دیا ——!!

جب مخالفین اِس طرح ناکام و نامُراد رہے تو کذب بیانی اور غلط افواہیں پھیلانے کا سہارا لیا۔ اور غرض یہ تھی کہ اِس حربہ کے ساتھ دُور دراز کے احمدیوں کو بد دِل کیا جائے۔ چنانچہ بڑی تعداد میں احمدیوں کے اپنے عقیدہ سے منحرف ہو جانے کی کذب بیانیاں کی جانے لگیں۔ حتیٰ کہ خود ہمارے ملک کے اخبارات میں بھی معاندینِ احمدیت نے اس کو نمک مرچ لگا لگا کر شائع کیا۔ اور خوب بغلیں بجائیں۔ لیکن چونکہ صریح جھوٹ اور افترائی اعداد و شمار تھے اس لئے کسی نے کہا "تین لاکھ چالیس ہزار قادیانیوں نے (احمدیت سے منحرف ہو کر) قبولِ اسلام کر لیا ہے۔" (اخبار "سازِ دکن" ۱۲/۷۴ صفحہ ۱)۔ جمعیۃ العلماء دہلی کے آرگن روزنامہ الجمعیۃ دہلی جو اِن دنوں احمدیت کی مخالفت میں اُدھار کھائے بیٹھا ہے نے اپنے پرچہ ۱۸ر دسمبر ۷۴ء میں اسے ایک لاکھ قرار دیا۔ جبکہ جمعیۃ العلماء پاکستان کے تین رہنماؤں مولانا شاہ احمد نورانی۔ مولانا عبد الستار خان نیازی۔ اور شاہ فرید الحق نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں جو حتّی درجہ کا جھوٹ بولا وہ یہ کہ "پاکستان اسمبلی کے فیصلہ کے بعد پاکستان کے اندر ۵۰ ہزار قادیانیوں نے (احمدیت سے منحرف ہو کر) قبولِ اسلام کیا۔ (پرتاپ جالندھر ۳ر جنوری ۱۹۷۵ء صفحہ ۱)

یہ ہے علماء حضرات کی کذب بیانی کا تضاد، جبکہ اس کے مقابل پر اصل حقیقت اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے —— اِن تینوں قسم کے اعداد و شمار میں سے کسی میں بھی تو صداقت نہیں ہے۔ بلکہ سب کے سب محض جھوٹ کا پلندہ اور محض افتراء ہیں۔ یہ اُسی قسم کی معاندانہ کارروائی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہود کی طرف سے محض اس لئے عمل میں لائی جاتی کہ شاید اس سے اِسلام کی طرف جو سعید رُوحوں کی توجہ منعطف ہو رہی ہے، اس ڈھنگ سے ان لوگوں کو حق و صداقت سے برگشتہ کیا جائے۔ چنانچہ سورت آلِ عمران میں اس یہودیانہ کارروائی کو اِن الفاظ میں واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ (آیت ۷۳)

(ترجمہ) "اور اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ مومنوں پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے، اس پر دِن کے ابتدائی حصہ میں تو ایمان لے آؤ۔ اور اس کے پچھلے حصہ میں اس سے انکار کر دو۔ شاید اس ذریعہ سے وہ پھر جائیں۔"

پس ہمارے معاندین اچھی طرح یاد رکھ لیں کہ نہ تو اسلام کے صدرِ اوّل میں یہود کی وہ چال کامیاب ہوئی تھی اور نہ ہی مومنوں کے ایمان میں کسی طرح کی کوئی لغزش آنے پائی تھی۔ اسی طرح اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے وقت امام مہدی کی جماعت بھی خدا کے فضل و کرم سے اپنے ایمان کو ایسا ہی عزیز رکھتی ہے جیسے ان کے اسلاف نے عزیز رکھا۔ اس لئے معاندین کی تمنا اس وقت بھی کسی صورت میں پُوری نہ ہو گی۔ بلکہ ان سب بدخواہوں کی تمناؤں کو تو قادیان اور ربوہ کے جلسہ سالانہ کی ریکارڈ توڑ حاضری نے ہی خاک میں ملا دیا ہے۔ اور اس کے برعکس احمدیت کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔

اسی کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے اگر آپ مذکورہ بالا تینوں قسم کے اعداد و شمار کا باہمی موازنہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ جمعیۃ العلماء پاکستان کی کذب بیانی کے مقابلہ میں جمعیۃ العلماء ہند نے سو فیصدی زیادتی کی اور پھر دکن کے اخبار نے تو ان سب کے کان ہی کاٹ دیئے۔ اور وہ اِس طرح کہ کذب بیانی میں علماء دہلی سے بھی دو لاکھ نوّے ہزار کی بازی لے گیا۔ یہ ہے حال اُن علماء کا جو صبح سے لے کر شام تک ڈھنڈورا اِس بات کا پیٹتے نہیں تھکتے کہ اب اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے نہ تو کسی امام مہدی کی ضرورت ہے اور نہ مسیح موعود کی۔ علماء ہی کافی ہیں۔ مگر علماء کی جو صداقت شعاری کی حالت ہے وہ اُوپر کے اعداد و شمار منہ بولتی تصویر پیش کر رہے ہیں —— کاش! ان لوگوں کو اپنے تئیں "علماء" کہلانے کا اصرار نہ ہوتا اور اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ کی آیتِ کریمہ پر بھی کچھ غور کر لیا ہوتا ——!!

(آگے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ عید الفطر

ہمارے لئے حقیقی اور آخری کامیابی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے اور ہماری حقیر کوششوں کے عظیم نتائج نکالے آمین

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف ہمارے لئے خوشی اور عید کے سامان پیدا کرے بلکہ نوع انسان کیلئے بھی حقیقی عید کے سامان پیدا کرے آمین

رضائے الٰہی کے حصول کے بعد ابتلاؤں اور امتحانوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی حتّٰی کہ وہ محسوس بھی نہیں ہوتے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸ر اخاء ۱۳۵۲ ہش (مطابق ۱۸ر اکتوبر ۱۹۷۳ء) بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے یہ آیہ کریمہ پڑھی:-

وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (التوبہ : ۱۱۱)

پھر فرمایا:-

کئی ہفتوں کے بعد چھوٹے بچوں کو مسجد میں شور مچانے کا موقعہ ملا تھا۔ اور انہوں نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ احمدی مستورات کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ عید کی نمازیں تو ان کو شمولیت کی اجازت دی گئی تھی مگر اب وہ جمعہ کی نمازوں میں جیسا کہ کئی ہفتوں سے ہمارا دستور چلا آرہا ہے، شامل نہیں ہوں گی۔

آج عید الفطر ہے

اللہ تعالیٰ آپ سب کے لئے یہ عید مبارک کرے۔ آج وہ عید ہے جو ماہِ رمضان کے بعد آئی ہے۔ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں بہت سی عبادتیں اکٹھی کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری عبادات کو قبول کر کے ہمارے لئے حقیقی عید کے سامان پیدا کرے۔

آج عید ہے اور یہ وہ عید ہے جو اس رمضان کے بعد آئی ہے جس میں ہم نے علاوہ بہت سی دعاؤں کے اپنے

ملک کے استحکام کیلئے

بھی دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان دعاؤں کو قبول کرے۔ اور ہمارے ملک میں بسنے والے پاکستانی شہریوں کے لئے حقیقی عید کے سامان پیدا کرے آمین

آج عید ہے اور ہم خوش ہیں کہ دنیا کی نجات کے لئے اور دنیا کی خوشحالی کے لئے اور دنیا کی روحانی خوشیوں کے لئے مہدی علیہ السلام مبعوث ہوئے اور مسیح موعود علیہ السلام کا "روحانی آسمانوں" سے نزول ہوا۔ جس غرض کے لئے جماعتِ احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے، وہ مقصد بھی پورا ہو اور وہ دن جلد آئے جب ساری دنیا

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے

جمع ہو کر حقیقی خوشیوں کی وارث بنے

عید، عید میں فرق ہوتا ہے۔ یہ فرق بہت سی جہات سے ہوتا ہے۔ ایک عید ہے انفرادی یا خاندانی اور ایک عید ہے اجتماعی یعنی قوم کے لحاظ سے، مملکت کے لحاظ سے اور نوع انسانی کی اجتماعی زندگی کے لحاظ سے پھر ایک عید ہوتی ہے محض دنیوی اور ایک عید ہوتی ہے روحانی جس کی ذیل میں حسناتِ دنیا بھی آ جاتی ہیں۔ انفرادی دنیوی عید بھی ہوتی ہے اور انفرادی روحانی عید بھی ہوتی ہے۔ اس لئے اس مضمون میں جب میں دنیوی عید

کہوں گا تو اس سے محض دنیوی عید مراد ہو گی۔ اور جب میں روحانی عید کہوں گا تو اس سے ایسی روحانی عید مراد ہو گی جو اپنی ذیل میں حسناتِ دنیا بھی لئے ہوئے آتی ہے

ایک احمدی کی عید

محض دنیوی عید نہیں ہوتی۔ محض دنیا کی عید جس میں روحانی خوشیاں شامل نہ ہوں یا اُن کے لئے جدوجہد نہ ہو یا ان کے حصول کے لئے دعائیں نہ ہوں یا ان کے حصول کے لئے جو دعائیں کی گئی ہیں وہ قبول نہ ہوں تو ایسی عید ایک احمدی کی عید نہیں ہوتی۔ ایک احمدی کی عید ہے ہی روحانی عید۔ چونکہ ہر احمدی (مومن) نوع انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی عید حقیقی معنی میں اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی دعائیں قبول ہو کر اس کے لئے روحانی خوشیوں کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ چونکہ بڑا دیالو ہے۔ اس لئے وہ اس کی ذیل میں حسناتِ دنیا بھی دے دیتا ہے۔

پس ہماری حقیقی عید اور ہماری حقیقی خوشیاں اس چیز میں ہیں کہ ہمارا ملک خوشحال ہو جس طرح ہم نے اپنے ربِّ کریم سے اس کے پیار کو اور اس کی رضا کو اور اس کی جنتوں کو حاصل کیا ہے اور جس طرح ہماری روح اپنے پیدا کرنے والے رب کے حضور جھکی اور اس میں ایک سرور پیدا ہوا اسی طرح ہمارے ملک میں بسنے والوں کے لئے بھی

روحانی خوشیوں اور سرور کے سامان

پیدا ہوں۔ مگر مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت صرف اس خطۂ ارض کی خوشحالی کے لئے نہ تھی۔ آپ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ تمام نوع انسانی خواہ وہ افریقہ کے جنگلوں میں بسنے والی ہو یا جنوبی و شمالی امریکہ میں بسنے والی ہو، جزائر میں رہنے والی ہو یا ایشیا سے تعلق رکھنے والی ہو، جہاں بھی ہو ہر براعظم میں، ہر ملک اور ہر جزیرے میں بسنے والے انسان کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے روحانی خوشیوں اور مسرتوں کے سامان پیدا کر دے یہ ہے مقصد جماعت احمدیہ کے قیام کا اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے وہ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے اس نے ہمیں جو بشارتیں دی ہیں وہ ان کے پورا ہونے کے سامان کرنے والا ہے۔ اس لئے ہمیں کہا کہ تم خوش ہو جاؤ کیونکہ تمہارے لئے ایسی خوشی کے سامان پیدا کئے جا رہے ہیں کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں۔ یہ کامیابی

دنیوی طاقت کا حصول

نہیں کیونکہ دنیوی طاقت اور اقتدار سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں اور نہ اس سے کوئی سروکار ہے۔ اور نہ اس سے مراد وہ اقتدار ہے جس پر آج کا حکمران نازاں ہوتا ہے اور نہ اس سے مراد وہ دنیوی دولت ہے جس کے پیچھے دنیا آنکھیں بند کر کے پڑی

... نہ کا خیال بھی نہیں رکھتی۔

غرض ... حقیقی اور بہترین اور آخری کامیابی ہے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ... ہو جائے اور ہماری حقیر کوششوں کو قبول کرے اور وہ اپنی عظیم طاقتوں کے ذریعہ ہماری حقیر کوششوں کے عظیم نتائج نکالے ورنہ (ہم تو) کیا پدّی اور کیا پدّی کا شوربہ۔ آج دنیا میں جسقدر انسان بستے ہیں، ان کے مقابلہ میں عددی لحاظ سے جماعت احمدیہ کی کوئی حیثیت ہی نہیں دنیاداروں کو دنیوی طاقتیں حاصل ہو گئیں۔ مثلاً ایٹم بم ہے اور دنیا کی دولتیں ہیں اور زمین کے اندرونی خزانے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق فضاؤں کی تسخیر ہے۔ چنانچہ دنیا زمین کی گہرائیوں میں بھی اتری اور اس سے فوائد حاصل کئے۔ اور آسمانوں کی فضاؤں میں بھی وہ بلند ہوئی اور وہاں سے بھی انہوں نے فائدے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی محرومی اور بڑی سخت اور

خطرناک محرومی کا راز

یہ ہے کہ مخلوق سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش تو کی مگر مخلوق کو پیدا کرنے والے خالق سے منہ موڑ لیا اور اس کی طرف توجہ نہ کی اور اس طرح گو ان کو ملمع شدہ اور عارضی دنیوی خوشیاں تو مل گئیں لیکن وہ خوشی جو حقیقی خوشی ہے۔ اور وہ خوشی جو اس زندگی سے شروع ہوتی اور ابدالآباد تک قائم رہنے والی ہے، اس سے محروم ہو گئے یعنی وہ خوشیاں اور وہ خوشحالیاں اور وہ مسرتیں جن کا (ورلی زندگی سے) چند سالوں کے ساتھ تعلق نہیں بلکہ جن کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے ان سے دنیا محروم ہوتی چلی آ رہی ہے۔

پس ہم خوش ہیں اور ہمارے لئے یہ عید کا دن ہے!

حقیقی عید کا دن!!

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں جو پیار کے وعدے دئیے تھے وہ اس نے پورے کئے۔ ہماری دعاؤں کو سنا اور ہمیں تسلی دی ہمیں اس کی طرف سے بشارتیں عطا ہوئیں۔ ہمیں یہ کہا گیا وہ ہم سے راضی ہے۔ اور ہمیں یہ بتایا گیا کہ خدا تعالیٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ آج

ساری دنیا میں اسلام کا غلبہ

جماعت احمدیہ کے ذریعہ مقدر ہے ہم خدا تعالیٰ کے خادم ہیں جو اس خدمت میں مزہ ہے وہ دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں ہے۔ ہم نے بحیثیت جماعت اجتماعی طور پر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کیا۔ اور اس کے وعدوں کو اپنی زندگی میں پورا ہوتے دیکھا۔ اس کے فضل کو آسمان سے بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتے دیکھا اور اس کی رحمت کے جلووں کو اپنی ذات میں کچھ اس طرح محسوس اور مشاہدہ کیا کہ اس کے بعد دنیا کے جو کانٹے صبح شام چبھتے رہتے ہیں ان کی طرف ہماری توجہ ہی نہیں ہوتی کیونکہ ہم تو خدا تعالیٰ کے عشق میں مست ہیں اور ان چیزوں کی پرواہ کئے بغیر

شاہراہِ غلبۂ اسلام

پر آگے ہی آگے بڑھنے والی قوم ہیں۔ میں جب یہ کہتا ہوں کہ آج ہماری عید ہے تو اسی لحاظ سے کہتا ہوں کیونکہ ہمیں حقیقی عید میسّر ہے اس لئے ہم خوش ہیں ہماری زبانوں پر خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ خواہ ہم ساری عمر ہر آن اور ہر لحظہ خدا کے حضور جھکے رہیں اور اس کی حمد کے ترانے گاتے رہیں تب بھی ہم اس کا کما حقہٗ شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ لیکن ایک اور پہلو ہے جو ہمیں یہ احساس دلا رہا ہے کہ وہ آخری خوشی، وہ پوری، کامل اور مکمل عید جو نوع انسانی کے لئے مقدر ہے، وہ ابھی انسان کو نہیں ملی۔ اس کے لئے ابھی قربانیوں کی ضرورت ہے وہ قربانیاں نہ تو آسمان کے فرشتوں نے زمین پر آ کر دینی ہیں اور نہ ان لوگوں نے دینی ہیں جنہوں نے اس حقیقت کو ابھی تک پہچانا نہیں یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ آپ کا بھی اور میرا بھی کہ خدا تعالیٰ نے مہدی اور مسیح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اب ان کے طفیل اور ان کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ ساری دنیا کے لئے

ایک حقیقی عید مقدر ہے

یہی وہ حقیقی عید ہے جسکی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمتِ محمدیہ کو بشارت دی تھی۔ اور یہی حقیقی خوشی ہے جس کا تعلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے ہے کہ جس کی آسمان نے بھی تعریف کی اور زمین نے بھی۔ جو انسان کامل ... محبوب بنا اور خدا تعالیٰ کا بھی خدا کرے ... کے جھنڈے تلے تمام بنی نوع انسان جمع ہو جائیں۔ یہ دن نوع انسانی کے لئے ... عید کا دن ہوگا۔ یہ دن ضرور آئے گا۔ سوائے چند لوگوں کے جو عشقِ محمدی کے ... دائرہ سے باہر رہیں گے۔ ان کے علاوہ نوع انسانی اپنی بھاری اکثریت کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوگی انشاء اللہ العزیز۔

غرض یہ وہ بشارت ہے جو اس میں دی گئی ہے۔ اس بشارت نے ہمارے لئے خوشی کے سامان پیدا کئے۔ ہماری جدوجہد

ہماری کوششیں اور ہماری دعائیں

یہ ہیں کہ جس طرح اس بشارت نے ہمارے لئے خوشی اور عید کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس بشارت کے پورا کرنے کے بعد نوعِ انسانی کے لئے حقیقی عید کے سامان پیدا کرے۔ اس غرض کے لئے دو سب دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور اس کے حضور قربانیاں پیش کریں۔ اس کے لئے خدا کی مخلوق یعنی نوعِ انسانی سے محبت کریں اور اس سبق کو کبھی نہ بھولیں کہ ہمیں کسی سے دشمنی نہیں ہمیں کسی سے نفرت نہیں ہم کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے یہ اعلان کیا تھا

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

(الکھف ۱۸ : ۱۱۱)

کہ بشر ہونے کے لحاظ سے مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں اس اعلان کو ہم بھی اپنی زندگیوں میں دہراتے ہیں اور دنیا سے کہتے ہیں کہ بشر ہونے کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے پیارے بندوں اور ان لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا، جنہوں نے ابھی تک خدا تعالیٰ کا پیار حاصل نہیں کیا۔

پس ہمارے دل میں ایک جلن ہے اور ایک تڑپ ہے کہ جس طرح ہم نے

خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار

کو حاصل کیا ہے۔ اسی طرح خدا کرے ساری دنیا اس کی محبت اور پیار کو حاصل کرے اور یہی گویا ہمارے لئے عید ہوگی ایک بہت بڑی عید کہ جس کے ذریعہ ساری نوعِ انسانی کے لئے خوشحالی کے سامان پیدا کئے جائیں۔ مگر لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جہاں تک ہماری اجتماعی زندگی کا تعلق ہے ہمارے لئے عید نہیں۔ ہمارے لئے عید ہے ہمارے لئے تو ہر روز ... ہے۔ لیکن یہ آج کا دن ہے جس میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں ایک عید جو رمضان کے بعد آئی ہے اور ایک عید جو ہفتہ آتی ہے یعنی جمعہ کی عید پس آج یہ دو عیدیں جمع ہیں ظاہری طور پر دو خوشیاں جمع ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے روحانی طور پر

دو خوشیوں کے سامان

پیدا کرے۔ ایک وہ خوشی جو جماعت احمدیہ کو بحیثیت جماعت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے بعد ملے گی اور اب بھی مل رہی ہے۔ اور ایک وہ خوشی جو نوع انسانی کو بحیثیت نوع انسانی ملے گی جس میں ہم بھی شریک ہیں خدا کرے یہ خوشی بھی جلد ملے خدا کرے ہماری زندگیوں میں ہی نوع انسانی کو یہ عید نصیب ہو۔ بہرحال آج جس طرح دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں اسی طرح خدا کرے دنیا کے لئے بھی ہمارے لئے بھی جلد وہ عیدیں اکٹھی ...

چونکہ ہمارے لئے روحانی طور پر عید ہے اس لئے یہ جو دیا تی ... کام ... نتیجہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

جزیرہ سری لنکا میں جماعت ہائے احمدیہ کا جلسہ سالانہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب شاہد مبلغ اسلام مقیم سری لنکا

خدا کے فضل اور اس کی خاص عنایت سے خلافت ثالثہ کے مبارک عہد میں جزیرہ سری لنکا میں اسلام اور احمدیت کے تبلیغی راستے کھلتے جا رہے ہیں اور مقامی احباب جماعت میں جماعتی ذمہ داریوں کا غیر معمولی احساس ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔ سالِ رواں کے آخر میں تمام جماعتوں کے دو اجتماعی جلسے ۲۸ و ۲۹ دسمبر کو علی الترتیب کولمبو احمدیہ مشن ہاؤس اور مسجد فضل نیگمبو میں منعقد ہوئے۔ دونوں اجلاسات میں تعلیمی اور تبلیغی موضوعات پر تقاریر ہوئیں احباب جماعت کی دلچسپی کے لئے کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلا دن

جماعت احمدیہ کولمبو کا یہ اجلاس ۲۸ دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا مغرب احمدیہ مسلم مشن ہاؤس کولمبو میں خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ سب سے پہلے فاروق احمد صاحب مؤذن نے تلاوت قرآن کریم فرمائی بعدہٗ احمد اسماعیل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ میں سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ اس کے بعد خاکسار نے حج کے مہینے میں اسلامی اجتماع اور اس کی برکات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسوں کی اہمیت اور تبلیغ اسلام کی ضرورت کو واضح کیا۔ اور بتایا کہ ہم لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کے لئے امام الزمان کی ہدایات کے تحت ہر قسم کی قربانیاں کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہنا چاہیئے اور اس کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں بھی لگے رہنا چاہیئے۔

بعدہٗ جناب نیاز احمد صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ نیگمبو نے تامل زبان میں اپنی ایک نظم سنائی۔ اس نظم میں تمام صدیوں کے مجددین کے اسماء کا ذکر کر کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کیا کہ چودھویں صدی کے مجدد آپ ہیں۔

اس کے بعد جناب آئی محمود صاحب جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ نیگمبو نے جو خاکسار کی خاص دعوت پر تشریف لائے تھے اپنی تقریر میں "اخوت اسلامی اور اسوۂ حسنہ آنحضرت صلعم" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور احباب جماعت کو ہر صورت میں ان نمونوں اور صحابہ کرام کی زندگیوں کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کی تلقین کی۔ آپ کی تقریر کے بعد جناب احمد اسماعیل صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اردو نظم ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے

پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

آخر میں صدر صاحب جماعت نے ذکرِ حبیب اور سیرۃ صحابہ کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے متعدد مثالوں سے اجاگر کیا۔ جیسے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

اصحابی کالنجوم بایّھم
اقتدیتم اھتدیتم

کہ میرے صحابہ روشن ستاروں کی مانند ہیں۔ تم جن کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ ہم دیکھتے ہیں خدا تعالیٰ نے حضرت امام علیہ السلام کو بھی صحابہ کی ایسی جماعت دی تھی جو اسلام کے شیدائی اور اسوۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر تھے۔ یہ ایسے قیمتی وجود تھے جن کی زندگیاں اسلام اور احمدیت کی خدمت و اشاعت کیلئے وقف رہیں۔

اس ضمن میں آپ نے حضرت خلیفہ اوّل مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی زندگی کے واقعات مولوی عبداللطیف صاحب شہید۔ مولانا شیر علی صاحبؓ۔ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ۔ حافظ روشن علی صاحبؓ۔ حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی اے چوہدری فتح محمد صاحب سیال۔ مولوی محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے قابل قدر واقعات سنائے۔

دوسرا دن

اسی سلسلہ اجتماع کا دوسرا اجلاس جماعت احمدیہ نیگمبو کا مسجد فضل نیگمبو میں دوسرے دن ۲۹ دسمبر ۱۹۷۴ء بعد نماز مغرب عشاء تا نو بجے منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم خوانی کے بعد جناب بشیر احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نیگمبو کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی جس میں آپ نے احباب کو ایسے اجلاسات میں کثرت سے شامل ہو کر ازدیاد ایمان اور روحانی بصیرت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلا کر اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ خاص طور پر بعض بہنیں جماعت کولمبو سے آج ہماری اس مجلس میں شریک ہونے کے لئے تشریف لائی ہوئی ہیں۔ اس موقعہ پر مستورات کے لئے پردہ اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا تھا۔

خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصیدہ میں سے شان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔ اس کے بعد حج بیت اللہ کے مبارک سفر پر روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ مرکز اسلام کی طرف پرواز کرنا نہ صرف جسمانی طور پر ایک اسلامی فریضہ کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہے بلکہ اس کے ساتھ ہر سچے مسلمان کو روحانی سفر کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے سچی جدّ و جہد کی جانی ضروری ہے۔

اس موقعہ پر احباب جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارسال فرمودہ گرامی نامہ پڑھ کر سنایا گیا جو زرّیں نصائح اور بیش قیمت دعاؤں پر مشتمل تھا۔ اسی طرح محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کی طرف سے آمدہ پیغام برائے جلسہ سالانہ اجتماع پڑھ کر سنایا۔ محترم صاحبزادہ صاحب کا یہ مبسوط پیغام اسلام اور احمدیت کی ترقی کا پیغام تھا اور اس کے لئے تدابیر حسنہ اور دعاؤں سے کام لینے اور استقلال سے اس اہم دینی کام کو سرانجام دینے کی تاکید کی گئی تھی۔ (یہ دونوں پیغام اس سے قبل کولمبو جماعت کی مجلس میں بھی سنائے گئے)

بعد ازاں جناب عبدالمجید صاحب آڈیٹر اسلامیہ سوریں نے قرآن کریم کے فضائل پر اور سورۃ فاتحہ کی خوبیوں پر بصیرت افروز تقریر کی۔ احمد ابراہیم صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ نیگمبو نے جماعت احمدیہ میں جلسہ سالانہ کی تاریخ ابتداء سے اب تک اور اس کی برکات پر خیالات کا اظہار کیا۔ نیز اردو میں ایک مختصر مضمون سنایا۔ ساتھ ہی خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو تربیتی اغراض کے پیش نظر بعض نصائح کیں۔ بعدہٗ جناب محمود احمد صاحب نے اسلام میں صحابہ کی قربانیاں بالتفصیل بیان کیں۔ مکرم بشیر احمد صاحب صدر مجلس نے الفضل سے خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بعض خطبات کا ترجمہ پیش کیا۔ آخر میں خاکسار نے صحابہ کرام کا خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق اور عبادات الٰہی میں انہماک واضح کیا۔ اور اس ضمن میں بعض مخصوص صحابہ کے زندگی کے حالات بیان کئے اور ان کے پاک نمونہ پر چلنے کی احباب کو تحریک کی۔

آخر میں اسلام اور احمدیت کی ترقی زیادہ سے زیادہ افراد تک پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملنے اور نئی پود کو اسلام اور احمدیت کے شیدائی بننے نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامیابی و کامرانی کے لئے ایک لمبی اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجلاس نو بجے شب اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ میں شامل ہونے والے تمام دوستوں کا شکریہ ادا کیا گیا کہ باوجود دونوں روز سخت بارش اور موسم کی خرابی کے دوست تشریف لائے اور جلسہ کی رونق کا باعث بنے۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

قارئین بدر سے جماعت احمدیہ سری لنکا کی ترقی اور ہماری مساعی کی کامیابی کے لئے خصوصیت سے دعا کی درخواست ہے۔

درخواستِ دعا

میرا چھوٹا بھائی بشارت احمد امسال بی۔ اے کے امتحان میں شریک ہونے والا ہے۔ احباب جماعت سے عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار
بشیر احمد خان سری نگر

خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (منیجر)

بقیہ خطبہ

دنیا کے ابتلاء اور امتحان

ہوتے ہیں دراصل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے بعد ان کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہوتی یہ تو ہمیں محسوس ہی نہیں ہوتے ان کی طرف تو ہمیں کوئی توجہ ہی نہیں ہوتی ہمیں غصہ نہیں آتا ہمیں رحم آتا ہے ہمارے دلوں میں نفرت نہیں پیدا ہوتی کہ ہمارے بھائی تکلیف میں ہیں اور حقیقی خوشحالی سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو ہمیشہ حقیقی خوشحالی نصیب کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو بھی وہی حقیقی عید عطا کرے جو ہمارے لئے مقدر ہے۔ اب ہم دعا کر لیتے ہیں خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کرائی

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء

حقیقتِ ختمِ نبوّت

آخری قسط

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

جماعت احمدیہ کی طرف سے آیت خاتم النبیین کی جو تشریح اور تفسیر کی جاتی ہے اُس کی تائید میں قرآن کریم کی متعدد آیات پیش کی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ وقت کی قلّت کے پیشِ نظر صرف دو آیات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

خدا تعالیٰ تمام بنی نوع آدم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

"یا بنی آدم اِمّا یاتینّکم رسلٌ منکم یقصّون علیکم اٰیاتی فمن اتّقیٰ و اصلح فلا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون" (اعراف آیت ۳۵)

کہ اے آدم زاد! جب کبھی تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں اور تم پر میری آیات پڑھیں تو یاد رکھو کہ جو لوگ تقویٰ اختیار کریں گے اور اصلاح کریں گے اُن پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس آیت میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ دُنیا میں جب تک آدم کی اولاد موجود ہے اور معمورۂ زمین انسانوں سے آباد ہے اُن میں نبی اور رسول آتے رہیں گے۔ اور انسانوں کا فرض ہے کہ اُن پر ایمان لائیں۔

اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

ما کان اللّٰہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتّٰی یمیز الخبیث من الطیّب وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولٰکنّ اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشآء فاٰمنوا باللّٰہ و رسلہ وان تؤمنوا وتتّقوا فلکم اجرٌ عظیم۔ (آل عمران ۱۷۹)

یعنی اللہ تعالیٰ کے یہ شایانِ شان نہیں کہ وہ مومنوں کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر تم ہو۔ بلکہ وہ طیّب و خبیث میں امتیاز کرتا رہے گا۔ مگر وہ تم کو براہِ راست غیب پر مطلع نہ کرے گا بلکہ وہ جس کو چاہے گا اپنے رسولوں کے طور پر منتخب کرے گا۔ تم اے مسلمانو! اللہ اور اُس کے تمام رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہو گا۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے نہایت واضح رنگ میں مومنوں کے ساتھ فرمایا ہے کہ جب کبھی اُن کے درمیان خبیث اور طیّب میں امتیاز باقی نہیں رہتا اُس وقت وہ اپنے رسولوں کو' ماموریں کو مبعوث فرماتا رہے گا۔ موجودہ مسلمانوں کی حالت کے متعلق مودودی صاحب جو مخالفینِ احمدیت کے سرغنہ ہیں کہتے ہیں :-

"یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں' نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں .... باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو مسلمان کا نام ملتا چلا آرہا ہے۔"
(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۱۳۰)

اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی حالت ایک مردِ کامل' ایک مامور من اللہ کی آمد کا تقاضہ کرتی ہے۔ چنانچہ مودودی صاحب بھی اسی امر کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اکثر لوگ اقامتِ دین کے لئے کسی ایسے مردِ کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو اُن میں سے ایک ایک شخص کے تصوّرِ کمال کا مجسّمہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں وہ نبی کے طالب ہیں اگرچہ زبان سے ختمِ نبوّت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوّت کا نام بھی لے دے تو اس کی زبان گدّی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں مگر اندر سے اُن کے دل ایک نبی مانگتے ہیں اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں۔"
(ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۴۲ء)

گویا کہ منہ ہزار بک بک کریں یہ انسان کی فطرت کی آواز ہے جس کو کسی صورت میں دبایا نہیں جا سکتا۔

ایک اور آیت نہایت واضح رنگ میں اجرائے نبوّت کو ثابت کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

"ومن یطع اللّٰہ والرّسول فاُولٰئک مع الّذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیّین و الصّدّیقین والشّھدآء و الصّٰلحین وحسن اولٰئک رفیقا۔ ذٰلک الفضل من اللّٰہ وکفیٰ باللّٰہ علیما۔"

کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس رسول صلعم کی اطاعت کریں گے وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے یعنی اُن کے ہم پایہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے انعام فرمایا ہے۔ یعنی نبیوں' صدّیقوں' شہیدوں اور صالحین کے ہم درجہ ہوں گے۔ یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے۔

اب دیکھئے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے کتنی وضاحت سے اعلان فرمایا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین کے لئے خدا تعالیٰ کے سارے انعاموں کا راستہ کھلا ہے۔ یعنی حسب استعداد اور علیٰ قدرِ مراتب اس اُمّت میں سے نبی بھی بن سکتے ہیں۔ صدّیق بھی۔ شہید بھی۔ اور صالح بھی بن سکتے ہیں۔ گویا کہ اس آیت کی رُو سے آنحضرت صلعم کا مقام اتنا بلند اور اتنا ارفع اور اتنا اعلیٰ ہے کہ آپؐ کی پیروی انسان کو بڑے سے بڑے روحانی انعام کا وارث بنا سکتی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت واضح رنگ میں فرمایا ہے کہ مجھے جو مقام حاصل ہوا ہے وہ محض آنحضرت صلعم کی پیروی اور غلامی کے نتیجہ میں حاصل ہوا ہے۔

قرآن کریم' بانیٔ اسلام حضرت رسول مقبول صلعم اور دیگر سلف صالحین کے واضح ارشادات کے ہوتے ہوئے پاکستان میں تحفّظ ختم نبوّت کے نام پر جو سلسلہ ظلم وستم کی بنیاد پر شروع ہوا ہے۔ یہ کوئی روحانی یا دینی سلسلہ نہیں بلکہ اس کے پسِ پردہ سیاست اور خالصۃً سیاست کار فرما ہے۔ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق مُلّاؤں کے پیدا کردہ اس فتنہ کو یہود صفت لوگوں کی مدد سے حکومت پاکستان نے ہوا دے کر اپنی سیاسی اقتدار کو برقرار رکھنے کا آلہ بنایا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اس سیاسی ڈرامہ کا ڈراپ سین اور اس کمین کا انجام وہ عنقریب دیکھنے والے ہیں۔

اب میں اس بحث کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ ہمارے غیر احمدی مخالفوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپؐ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ اور آپؐ کے بعد ہر قسم کی نبوّت کا دروازہ کلّی طور پر بند ہو چکا ہے۔ اور آئندہ اس اُمّت میں سے کسی شخص کو کسی صورت میں نبوّت کا انعام حاصل نہیں ہو سکتا۔

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنے ہیں کہ آپؐ نبیوں کی مہر ہیں۔ گزرے ہوئے اور آئندہ آنے والے نبیوں پر ہم آپؐ کی مہر تصدیق کے ذریعہ ہی ایمان لا سکتے ہیں۔ اور آپؐ میں نبوّت کے تمام کمالات ختم ہو چکے ہیں۔ یعنی اپنے انتہائی مقام کو پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے آپؐ کے بعد براہِ راست نبوت پانے کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ کیونکہ اب ہر انعام اور نعمت یعنی مقامِ صالحیت سے لے کر مقامِ نبوّت تک آپؐ کی اطاعت اور غلامی کے ساتھ وابستہ ہے۔ آئندہ کوئی شخص نبی بنے گا تو آپؐ کی غلامی میں اور آپؐ کے نور سے منوّر ہو کر اور آپؐ کا ظلّ بنے گا۔ اس کے بغیر نہیں

ذرا غور کیجئے! آنحضرت صلعم کی بلند شان کس بات میں ہے؟ آیا اس میں ہے کہ آپؐ کی آمد کے ساتھ خدا تعالیٰ نے ہر قسم کی نعمتوں کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا اور جاری شدہ ہر نعمت کو ہمیشہ کے لئے خشک کر دیا۔ یا آپؐ کی شان اس میں ہے کہ آپؐ کی پیروی کے ذریعہ اور آپ سے ہوتے ہوئے یہ رحمت اور نعمت جاری و ساری رہے گی۔ آپؐ کے فیض کی برکت سے اور آپؐ کی تصدیقی مُہر کے ساتھ یہ نعمت ملا کرے گی یقیناً آپؐ کی شان اسی میں ہے کہ آپؐ کے خادموں اور غلاموں میں ظلّی نبوّت کا دروازہ کھلا رہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

اس حقیقت کی موجودگی میں ہم پر یہ الزام کہ ہم نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوّت کے منکر ہیں اور آپ کی ہتک کرنے والے ہیں اور گویا کہ ہم نے اسلام کو چھوڑ کر ایک نیا مذہب ایجاد کیا ہے۔ کتنا جھوٹ! کتنا ظلم!! اور کتنی سینہ زوری ہے!!!

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے نہایت واضح رنگ میں فرمادیا ہے کہ ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

پس یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ہے اور یہی آپؐ کے مشن کا لبِّ لباب ہے۔

دُعا ہے کہ ہمارے دیگر بھائی بھی ہماری طرح حضرت خاتم النبیین فخر الرسل سیّد ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور آپؐ کے ارفع مقام کو پہچاننے لگیں۔ اللّٰھم آمین۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ـــ قادیان میں چند روز

از مکرم خواجہ عبدالحمید صاحب انصاری حیدرآباد

[اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو اس دفعہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی توفیق بخشی۔ جو کچھ آنکھوں نے دیکھا اور دل نے محسوس کیا، ریل میں واپسی سفر پر نوٹ کرتا رہا۔ وہی وارداتِ قلبی ناظرین بدر کے لئے روانہ کر رہا ہوں۔ یہ اپنا ذوق ہے۔ کسی ایک دل کو بھی اہلِ قادیان کی یہ ادا بھا جائے تو میں سمجھوں گا کہ میرا مقصد پورا ہو گیا۔]

۹ دسمبر ۱۹۷۴ء کو ہمارا قافلہ نام پلی ریلوے اسٹیشن حیدرآباد سے روانہ ہوا اور ۱۲ دسمبر صبح ساڑھے چھ بجے دارالامان پہنچا۔ مطلع ابرآلود تھا۔ امرتسر تک سردی کا کوئی خاص اثر نہیں تھا۔ لیکن قادیان کے قریب خنکی بڑھ گئی تھی۔ آدھا میل پیچھے ہی سے لوگ کھڑکیوں میں سر ڈالے، کہرے کی دُھند میں منارۃ المسیح کو تلاش کرنے لگے۔ جونہی منارۃ المسیح نظر پڑا، ایمانی حرارت نے دلوں پر چھائی تمام اوس کو پگھلا دیا۔ کہرے کی چادر میں لپٹا مسجد اقصیٰ کا یہ مینارہ ایک پُروقار منظر پیش کر رہا تھا۔ پنجاب کے چہار اطراف نظریں دوڑائیے، نمونہ کے لئے بھی آپ کو مسلمان نظر نہیں آئے گا۔ ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں نے ایمانی جرأت اور ملی وقار کو بالائے طاق رکھ کر فرار میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ اپنے پیچھے اپنی مسجدیں، اپنے آباء کے مقابر، اپنی جائیدادیں، یہاں تک کہ بیشتر اپنی مستورات کو بھی چھوڑ بھاگے۔ اور یہی جنہیں آج غیر مسلم اور کافر کہتے ہوئے مسلمان نہیں سماتے، اپنے ۳۱۳ نوجوانوں کے ساتھ اپنی جان سے زیادہ پیارے اور مقدس مرکز قادیان دارالامان کی خدمت و آبادی کے لئے وہیں ڈٹے رہے۔ اور اپنی جوانمردی، ہمت، ایثار، وفا، قربانی، محبت، خلوص، عزم، حوصلہ اور خدمتِ خلق کا وہ عظیم الشان مظاہرہ کیا کہ آج نہ صرف اُن کی مساجد، مدرسے، کالج، ہاسٹل اور دفاتر کی عمارات بلکہ زمینات، قبرستان اور دیگر تمام قسم کی اُن کی ملکیت اُن کے قبضہ میں ہے۔ اور قادیان اور اس کے نواح میں جہاں یہ ڈیڑھ دو ہزار احمدی مرد و زن اور بچے بیس ہزار غیر مسلم ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں میں گھرے ہوئے ہیں، اپنی فقید المثال روایتوں کے ساتھ حسنِ سلوک، رفاہِ عام، ایمانداری، محنت، صلح جوئی، خلوصِ نیت اور اٹوٹ کردار کے باعث تمام غیر مسلموں کے لئے قابلِ قدر و تعظیم بنے ہوئے ہیں۔ قادیان کے ان درویش صفت احمدیوں کی خوبصورتیٔ عمل و مقبولیت کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ جیسے ہرے ہرے اور زرد زرد پتوں اور خشک کانٹوں کے بیچ گلاب اپنی جاذبیت، کشش، نکھار اور فرحت زا رنگینی و خوشبو کے ساتھ نظر نواز ہے۔ زندگی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود وسائل اور ذرائع کے ساتھ سے اُن کے لئے بے حد محدود ہے۔ وہ لوگ اپنی معاش کے اعتبار سے ہر طرح آزاد نہیں۔ اُن کی تمام تر توجہ کا مرکز قادیان ہے اور محبوب مشغلہ تبلیغ اسلام۔ ان دو باتوں کے سوا کسی چیز میں اُن کے لئے کوئی کشش نہیں ـــ قادیان مقام ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندِ جلیل حضرت مہدیٔ آخرالزماں پیدا ہوئے۔ یہ وہ بستی ہے جہاں خدا کے اس برگزیدہ وجود نے اپنی زندگی کے ۷۶ سال گزارے۔ اس کے در و دیوار آج بھی اُس کے ہاتھوں کے لمس اور اس کی نظروں کی کرن کے منتظر ہیں۔ وہاں کی سڑکیں آج بھی اُن قدموں کے نشانوں کو اپنے سینہ سے لگائے ایک امانت کی طرح سنبھالے ہوئے ہیں۔ ہاں یہی وہ جگہ ہے جہاں ایک پاک وجود نے اپنے جسم و جان سمیت اپنی سانسوں کی خوشبو بکھیری اور اپنے مسیحی نفس سے روحوں پر مرہم کیا کہ آج بھی اُن کے کردار، گفتار، جوشِ عمل اور عزم و حوصلہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی وہ سرزمین ہے جس پر آج دُنیا کی نظریں اُٹھی ہوئی ہیں۔ یہی وہ نادرِ زمانہ حصۂ ارضی ہے جس نے متنوع شخصیات پیدا کیں۔ مختلف جہات کی روحوں پر وہ نمک چھڑکا کہ انہوں نے لاکھوں لاکھ اور نفوس کو اپنی اثر انگیزی اور چھاپ سے مسیحا بنا دیا یہاں وہ مسیحِ دوراں آرام کناں ہے جسے فخرِ انبیاء نے بھی سلام پہنچایا۔ ایسا وجود جس کے دیکھنے کے لئے کروڑوں آنکھیں ترستی اور کروڑوں دل تڑپتے ہی رہ گئے اس قطعہ خاکی کے ایک ایک ذرّے پر اُس مہدیٔ معہود کی دُعاؤں کا اثر ہے۔

کسی ایک بچے کو بھی آپ اشارہ کر دیں، وہ حاضر ہو جائے گا۔ آپ کوئی کام اُسے سونپیں، فوراً انجام دے گا اور کوئی پیغام کہیں پہنچانا چاہیں، اُس کے انجام سے آپ کو اطلاع بخشے گا۔ آپ خواہ صبح چار بجے جاگ پڑیں اور ضرورت سے اپنے کمرے کے باہر نکلیں، آپ کو متعلقہ خادم تیار ملے گا۔ وہ گرم پانی کے لئے آپ سے استفسار کرے گا اور حکم پر فوراً بہم پہنچائے گا۔ اس کی یہ مستعدی رات کے گیارہ بجے تک کہ آپ سو نہ جائیں قائم رہے گی۔ اور پھر صبح چار بجے سے وہی گہما گہمی، وہی بھاگ دوڑ، وہی مستعدی اور وہی جولاں قدمی۔ نہ تو تھکن کا شائبہ، نہ اضمحلال اور پژمردگی کے آثار۔ آپ آرام چاہتے تھک جائیں وہ خدمت کرتے نہیں تھکیں گے۔ یہ ہمت اور یہ حوصلہ کسی مردِ نبی صفت کے دَم اور اس کی صحبت و تربیت کے بغیر ممکن نہیں۔

سحر خیزی میں جو لُطف اور مزہ وہاں پایا، زندگی میں کہیں اور نہ ملا۔ نہ کوئی انقباض اور نہ کوئی تنگی و افسردگی ـــ ایک انشراح، ایک تازگی، اور ایک حلاوتِ ایمانی جیسے سانسوں میں گھول دیئے گئے ہوں۔ ایک شگفتگی اور ایک حرارت درِ دل پر دستک دیتے محسوس ہوتے۔ چار بجے ہی سب بیدار ہو جاتے۔ عورتوں اور بچوں میں بھی یہی روح نظر آتی۔ معمول کا ایک محدود جہان چشم و گوش سے دُور ہو گیا تھا۔ لیکن فکر و نظر کے بے شمار جہان اپنی بے کراں اور بے کنار کیفیت و کمیت کے ساتھ حضورِ چشم و دیدنی تھے۔ سینہ و دل معلوم ہوتا تھا، تمام کدورتوں اور آلائشوں سے پاک کر دیئے گئے ہیں۔ نمازوں میں ایک سُرور، دُعاؤں میں ایک کیف، گفتگو میں ایک شیرینی، خدمت میں ایک نشہ۔ جی چاہتا کہ تمام علائق کو خیرباد کہہ کر انہی کاوشوں اور کام جوئیوں میں زندگی کے دن پورے ہوں۔

پونے پانچ بجے صبح تہجد کی نماز باجماعت ہوئی تھی۔ مسجد مبارک چار بجے سے ہی بھرنی شروع ہو جاتی اور ساڑھے چار بجنے کے بعد اوپر چھت پر شامیانے کے نیچے بھی لوگ جگہ بنا لیتے۔ نہ تو کسی سے سُنا کہ اوپر سردی اور کہرے کی شکایات کر رہا ہے اور نہ کسی کو دیکھا کہ نیچے مسجد ہی میں گھسے رہنے پر مُصر، دھینگا مُشتی اور دھکا پیلی کرتا ہے۔ بس ایک ادا کہ ذہن و دل گھائل ہو جائیں۔ ایک بانکپن جو صاحبِ نظر کو شاد کام کر دے۔ ایک استغناء جو فکر و فہم کو سوچ پر اُکسائے۔ اور ایک سادگی و خلوص جو بدظنی کو شرمندہ اور کور باطنی کو بینا کر دے۔ ہر انسان کی ذہنی اور حسی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ انہی کے مطابق وہ اپنا زاویہ نگاہ متعین کرتا ہے۔ میرے تجسس آمیز اور تنقیدی شعور نے مختلف [illegible] اور نظریوں کے تحت اپنی جولانگاہی دکھائی لیکن یہ کہتے ہوئے کوئی باک نہیں محسوس ہوتا کہ میں اپنے ہر خیال اور ہر اندازے کو شکست یاب ہی پاتا رہا۔ یہاں تک کہ اُلجھن ہونے لگی کہ کیا اس کرۂ ارضی پر ایسی مخلوق بھی موجود ہے جو اپنے خالق و مالک کے ساتھ شدید محبت اور وابستگی رکھتے ہوئے، اپنی ہی جنس کے دیگر انسانوں کی فلاح و بہبود اور اُنہیں اونچا اُٹھانے اور خدائے بزرگ و برتر اور محسن سے اُن کا رشتہ استوار کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہے۔ میری فکر اور میری سوچ مجھے کئی جہانوں کی سیر کرانے لگی۔ اسلام کے قرنِ اوّل کا وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا کہ مسجد نبوی ایک جھونپڑی کی طرح ہے۔ جس کی چھت پر پھونس اور کھجور کی شاخیں پڑی ہوئی ہیں۔ فرش کچا ہے۔ اور بارش کے قطرے ٹپک ٹپک کر اُس فرش کو گیلا کئے دیتے ہیں۔ چند صحابہ اُسی ناپختہ فرش پر بیٹھے مصروفِ گفتگو ہیں۔ اُن کے جسموں پر پوری طرح تن ڈھانکنے والا لباس بھی نہیں۔ اور اُن کے چہرے بھوک اور کمیٔ غذا کے باعث زرد ہو رہے ہیں۔ میری سوچ اُن کے قریب چلی جاتی ہے کہ سُنے وہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ ایک حیرت زا استعجاب کہ وہاں بیٹھے وہ ایک نقشہ بنا رہے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جب قیصر و کسریٰ کی حکومتیں فتح ہوں گی تو وہ کس طرح امورِ مملکت کو سنبھالیں گے۔ وقت کی سُست رفتار سوئی بھی اُن کی اس ادا پر مسکراتی ہے۔ تاریخ اُن کی معصومیت اور سادہ لوحی پر قہقہہ لگانا چاہتی ہے۔ مگر چند ہی سال گزرتے ہیں کہ نیم برہنہ اور زرد چہرے اپنی کامیابی و کامرانی پر سُرخ ہو جاتے ہیں۔ کمزور اور پژمردہ یہ ہاتھ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کا تختہ اُلٹ دیتے ہیں۔ بھوک اور ضعف سے لڑکھڑانے والے یہ قدم دنیوی مال و متاع کو پامال کرتے اور جگمگاتے ایوانوں کو روندتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ تاریخ اپنی پیش قیاسی پر شرمندہ ہو جاتی ہے۔ وقت اپنے غلط اندازے پر منفعل ہو جاتا ہے۔ اور دُنیا انہیں اپنا امام اور ہادی و رہنما تسلیم کر لیتی ہے۔ میں سوچتا ہوں معجزہ کچھ نہیں، مگر [illegible] کا خوگر ہونا جس سے دوسرا عاری ہو ـــ پس وہی بات یہاں بھی دیکھی۔ ایک [illegible]

قوت اور ایک مواج عمل ہے جس نے ایک مقررہ اصول اور تربیت کو اپناکر اپنے ماحول کو مستقبل کے امکانی بہشت میں داخل کردیا ہے۔

اہلِ قادیان! تم ہمارے آقا مسیح زمان کے چاہنے والے ہو۔ تم سے جس قدر بھی پیار کیا جائے کم ہے۔ تم نے اپنے امام سے ایک وعدہ کیا اور آج تک اُسے نبھا رہے ہو۔ تم نے ایک امانت کا بارِگراں اپنے کاندھوں پر اُٹھایا اور آج بھی اُسی عزم اور استقلال کے ساتھ اُٹھائے ہوئے ہو۔ تمہارا خدا تمہاری ان مساعی کو ناکام نہیں ہونے دے گا۔ وہ بڑا قدرشناس اور حد سے سوا دینے والا ہے۔ دُعا کرو کہ ہمیں بھی وہ دست و بازو عطا ہوں کہ آپ کے شانہ بشانہ منزلِ سعی رواں دواں ہوں —!!

تنظیم کی پابندی ہر احمدی کا احساسِ اوّلین ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ تنظیم کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں سے صرفِ نظر کر کے ایک احمدی زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔ ایسا خیال اُس کے لئے ناممکنات میں سے ہے۔

قادیان کے احمدیوں کو جس قدر اس ذمہ داری کا پاس ہے اور ہونا چاہیئے' وہ ان کی زندگی کے ایک ایک لمحے سے عیاں ہے۔ منٹوں سامان تو باہر سے آنے والے ساڑھے بارہ سو احباب کے ساتھ لدا ہوا تھا' یوں دیکھتے دیکھتے اسٹیشن سے مہمان خانہ اور مہمان خانہ سے ایک ایک مہمان کے رہائشی کمرہ میں پہنچا دیا گیا کہ ممکن نہیں کہ روپے خرچ کر کے بھی اس قدر جلد اور سہولت سے یہ کام کروایا جا سکے۔ خدام کا یہ حال تھا کہ منٹوں میں لوگوں کا سامان ٹھکانے سے لگایا اور پھر حاضرِ خدمت ہوگئے کہ جناب کو کوئی تکلیف تو نہیں، کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرما دیں۔ کھانا ابھی منگوایا جائے یا توقف سے وغیرہ وغیرہ۔ ان کے قول و فعل میں ایک یکسانیت ہے جو نمائش اور ریاء سے بالکل پاک ہے۔ خدمت کرنے میں ایک لُطف اور مزہ اُنہیں حاصل ہوتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو بھی دیکھا کہ آپ خواہ اپنی ذاتی غرض سے بازار سے کوئی سامان خرید کر رہے ہوں' وہ اُسے اُٹھا کر اور ٹھکانے تک پہنچانے کی پیشکش کریں گے۔ بلکہ آپ کو مجبور کر کے وہ سامان پہنچا کر ہی دم لیں گے۔

لنگر خانہ مسیح موعودؑ دن رات مہمانوں کی ضیافت اور خدمت کے لئے وقف تھا صبح ساڑھے دس بجے سے جلسہ کی پہلی نشست کا آغاز ہوتا تھا لیکن نو بجے تک ہی تمام مہمان ناشتہ سے فارغ کروا دیئے جاتے۔ کسی احمدی کو سڑک پر تمباکو نوشی کرتے نہیں دیکھا۔ کسی احمدی کی ناک بھوں چڑھی نظر سے نہیں گزری۔ کسی کی تیوری کے بل میں نہیں گن سکا۔

غیر سنجیدگی اور گرم مزاجی کا مظاہرہ میری نظروں سے مستور رہا۔ غصہ اور خشک طبعی سے معلوم ہوتا ہے ان کا تعارف نہیں۔ غیبت و بہتان طرازی اُن کے علم میں لایعنی الفاظ ہیں۔ شدت سے محسوس ہوتا تھا کہ یہ تمام سادگی' پاکیزگی' خلوص' عزم' حوصلہ اور چکا چوندہ کرنے والی کرداری قوت و طاقت کسی نیک نمونے اور پاک روح کے اثر سے مزیّن ہے۔ ممکن نہیں کہ انسان ایک جھوٹ اور ملمع والی زندگی کو گلے سے لگائے اور آئینے سے زیادہ صاف اور روشنی سے زیادہ لطیف زندگی کا مظہر بن جائے۔

اپنے مُرشد مہدی و مسیح کے بارے میں ہمارا یہی ایقان ہے کہ اُس سے زیادہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت کا خواہاں اور اس سے بڑھ کر اپنے آقا و مُطاع رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چاہنے والا اور کوئی نہیں گزرا۔ اور یہ بھی کہ اُس کی تمام صلاحیتیں اور طاقتیں اور اُس کی تمام خوبیاں اور بڑائیاں اور اُس کا اپنے خدا کے ساتھ ربط و گفت محض اُس کے اپنے آقا و مطاع کے ساتھ اُس کی محبّت و شیفتگی کا نتیجہ تھا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آج کوئی فردِ بشر خدائے قدوس اور ربّ العالمین کا قرب صرف اسی صورت میں حاصل کر سکتا ہے کہ وہ اس نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی اور نام لیوا ہو۔ خدا تعالےٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج سے تشبیہ دی ہے کہ اُس کے طلوع کے بعد اندھیرا کافور ہو جاتا ہے۔ سورج کبھی نہیں ڈوبتا اور نہ ہی ماند پڑتا ہے۔ ہاں یہ زمین اور زمین والے اپنی ہی گردش کے سبب اُس نورِ مجسّم سے رُخ پھیر لیتے ہیں۔ پھر بھی اُس کے فیض کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنی روشنی اور اپنے نور کو چاند کے ذریعہ منعکس کرتا اور دنیا کے لئے راحت اور شادمانی کے سامان مہیا کرتا ہے۔ پہلی تاریخ کا چاند چھوٹا ہوتا ہے تاہم نور سے خالی نہیں ہوتا۔ دوسری تاریخ کو کچھ بڑا ہوتا ہے اور نور اور خوبصورتی میں بھی قدرے زیادہ۔ یہاں تک کہ تیرہ تاریخ آجاتی ہے اور چودھویں شب کا چاند سورج کی روشنی کا اسی طور سے مکمل انعکاس کرتا ہے کہ تاریک دُنیا کو اپنے حُسن اور جلوہ سامانیوں سے مسحور کر دیتا ہے۔ بدرِ کامل کی انعکاسی پوزیشن ہی بجائے خود واضح کر رہی ہوتی ہے کہ اُس کی اپنی ذاتی روشنی نہیں۔ جو کچھ ہے وہ سورج ہی کی دین ہے۔

ایسی ہی صورتِ حال اس اُمّتِ محمدیہ کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی چاندنی کبھی پھیکی نہیں پڑتی۔ دُنیا جس قدر اس سے قریب ہوتی ہے' اسی قدر اس سے فیض اُٹھاتی ہے۔

آج ایک غلام احمد نے اپنی غُلامی کو اس قدر تکمیل تک پہنچا دیا کہ نکتہ نواز اور محسنِ حقیقی نے اُسے یونہی چھوڑ دینا نہ چاہا بلکہ چودہویں شب کے چاند کی تمام خوبیاں اور صلاحیتیں اُسے عطا کیں اور عین چودہویں صدی کے سر پر وہ عیاں ہوا۔ تمام ستارے اس کے آگے ماند پڑ گئے۔ یہ جائے حسد نہیں بلکہ جائے فخر و تقلید ہے۔ آج اُس کے چہرے کو دیکھ کر ہی تابناک سورج کے چہرے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

پس آؤ کہ اس چاند کو دیکھ کر سورج کی قوت و شوکت کا اندازہ کریں اس روپہلی' ٹھنڈی و خوشگوار اور راحت افزاء چاندنی کی چادر اوڑھ کر بالواسطہ سورج کے عظیم الشان اور بے کراں نور سے فیضیاب ہوں اور خدائے قدوس کے انتہائی قرب اور گود میں جگہ بنائیں۔ یہ راہ بہت آسان ہے بلکہ یہی ایک راہ ہے کہ اس میں روشنی ہے جو ہمیں بھٹکنے سے بچائے گی اور گڑھوں اور خندقوں کے خطرے سے محفوظ رکھے گی —

شذرات

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد قادیان

۱۔ ایک سوال — ایک برچھی

چند روز قبل ایک معزز سکھ دوست نے ایک بڑا ہی دردناک سوال پوچھا۔ اتنا دردناک کہ اسے بیان کرتے وقت بھی ضمیر پانی پانی ہو رہا ہے۔ اور طبیعت پر ندامت کا غلبہ ہے۔ اس دوست نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس تیز سوال کی برچھی سینے میں بھونک دی کہ

" جماعت احمدیہ اسلام کی دعویدار ہے اور ہم بڑے وثوق کے ساتھ جانتے اور یقین رکھتے ہیں کہ جتنے حقیقی مسلمان احمدی ہیں اتنے حقیقی دوسرے تمام اسلامی فرقوں کے مسلمان نہیں ہیں۔ اعتقادی لحاظ سے بھی اور عملی اعتبار سے بھی جماعت احمدیہ نے اسلام کی جو خدمت کی ہے اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں اسلام کی جو اشاعت کی ہے۔ یہ کام ساری دُنیا کے مسلمان مل کر بھی نہیں کر سکے۔ اس کے باوجود پاکستان کے غالی مُلّاؤں نے آپ کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور پاکستانی عوام سے لے کر حکومت کے اعلیٰ ترین مسند نشینوں نے آپ کے ساتھ جو ظالمانہ سلوک کیا۔ آپ کی جائیدادوں کو لوٹا اور جلایا گیا۔ آپ کے مردوں' عورتوں اور بچوں کو شہید کیا گیا۔ آپ کے آدمیوں کو گڑھے کھود کر زندہ دفن کر دیا گیا۔ انہیں عقائد تبدیل کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اور اتنے پست ترین اخلاق کا مظاہرہ کیا گیا جو تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے کیا اس بارہ میں کسی دلیل کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہماری سکھ تاریخ میں سری گورو گوبند سنگھ جی کے بچوں کو دیوار میں زندہ چنوا دیئے۔ اور ہندوؤں اور سکھوں پر بے حساب مظالم کے جو واقعات مذکور ہیں وہ درست ہیں؟ جب آپ احمدی حضرات کلمہ گو ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ آپ کے ساتھ اس قدر ظالمانہ سلوک ہوا ہے۔ تو ہم ہندو اور سکھ جو واقعی کافر تھے ان کے ساتھ کیا کچھ نہ ہوا ہوگا؟ "

اب آپ ہی بتائیں کہ اس سوال کا جواب سوائے خاموشی کے کیا ہو سکتا تھا! اور پھر اس سوال کا جواب تو ان پاکستانی مُلّاؤں کے ذمّہ ہے جنہوں نے سادہ لوح عوام کو اسلام کے مقدس نام پر اُکسا کر یہ غیر اسلامی کارروائیاں کیں۔ اکبر الٰہ آبادی نے انہی خون آشام مُلّاؤں کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ —

مے کسی رنگ میں حلال نہیں
بخدا اے فقیہِ خوں آشام
لیکن اک بات پوچھنا ہے مجھے
خونِ آدم حلال ہے کہ حرام؟

۲۔ تاریک آفتاب

ہندوستان کے ایک بڑے نامور اور سنجیدہ طبع مولانا نے ایک رسالہ میں ایک بہت ہی زوردار اور معرکۃ الآراء مضمون عین اس وقت شائع کروایا جب کہ جماعت احمدیہ کے خلاف پاکستانی قومی اسمبلی فتویٰ کفر کا اعلان کر چکی تھی۔ اس مضمون میں بڑے زوردار طریق سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ ختمِ نبوّت کی مُہر کو توڑنے کا جو الزام جماعتِ احمدیہ پر لگایا جاتا ہے وہ الزام تو خود دوسرے تمام اسلامی فرقوں پر بھی عائد ہوتا ہے کیونکہ وہ تمام

(باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ ہو)

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم مولوی سید محمد موسیٰ صاحب کی وفات پر کٹک اڑیسہ میں ایک تعزیتی جلسہ

مورخہ ۸ر دسمبر دارالتبلیغ تنگا باغ کٹک میں زیر صدارت مکرم سید غلام ابراہیم صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ کیندرا پاڑہ ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولوی سید موسیٰ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات پر دوستوں نے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان کی خوبیوں کا تذکرہ کیا اس جلسہ میں او ایم۔ پی اور کلکتہ ٹاؤن کے کثیر احباب کے علاوہ کیرنگ، سورو، بھدرک، متارکوٹ، سنگڑا اور کیندراپاڑہ کے دوستوں نے شرکت کی۔ جملہ حاضر مستورات، خدام اور اطفال مولوی صاحب مرحوم کی اچانک وفات پر آنسو بہا رہے تھے اور ان کے حق میں دعائے خیر میں مصروف تھے۔

سب سے پہلے مکرم سید رفیع احمد صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی جس کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔

مکرم غلام مصطفیٰ صاحب نے اپنے جذباتِ حزن کو قابو میں رکھتے ہوئے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد خاکسار محمد عبد الرب نے مکرم مولوی صاحب موصوف کی بچپن سے لے کر آج تک کی زندگی کے ناقابل فراموش حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مرحوم بچپن سے ہی نیک، خوش اخلاق خاموش طبع تھے۔ ہر قصور وار کو معاف کر دینا ان کا شیوا تھا ایک متوکل، ذمہ داری کا احساس کرنے والے تھے۔ کٹک میں اڑیسہ کے احباب کی دیرینہ آرزو کے مطابق ایک عالی شان بلڈنگ کا خریدا جانا مرحوم کی کوشش اور دعا کے طفیل ایک قابل تعریف کارنامہ ہے۔

مرحوم بہت ہی دعاگو بزرگ تھے دو موقعوں پر ان کی خاص دعائیں ہمیشہ ہی یاد رہیں گی۔ اوّل یہ کیرنگ میں رہائش کے زمانہ میں بارش کی کمی سے جب فصلوں کو نقصان پہنچ رہا تھا تو اپنے کیرنگ کے احباب کو اور گائے بکری وغیرہ سب کو ایک کھلے میدان میں لے جا کر اس انداز سے اپنے مولا کریم کے دربار میں رو رو کر دعائیں کیں کہ مولیٰ کریم نے اپنے فضل و رحم کا دروازہ کھول دیا۔ خوب موسلا دھار بارش ہوئی اور خدا کے فضل سے ایسا فضل ہوا کہ کہتے ہیں کہ جو تین سال کے برابر تھا۔ اسی طرح کیرنگ گاؤں میں آگ لگ جانے کے موقع پر اندیشہ تھا کہ گاؤں کے سب گھر آگ کی لپیٹ میں نہ آ جائیں اور موسم بھی سخت گرمی کا تھا۔ مرحوم نے ایک مٹھی کنکر لے کر آگ کے اوپر پھینکا اور خود کواڑ بند کر کے مولا کریم کے دربار میں دعا کے لئے گر گئے۔ مولیٰ کریم نے اپنے فضل سے آگ کو بجھا دیا۔ اور گاؤں کا گاؤں جلنے سے بچ گیا اس بات کو آج تک کیا ہندو کیا مسلمان سب یاد کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی مرحوم کی وفات کے دوسرے دن صبح کو جب کیرنگ والوں کو اس اندوہناک حادثہ کو علم ہوا تو کیا ہندو کیا مسلمان سب کو اس خبر نے رنجیدہ کر دیا سب نے مرحوم کے عزیز ترین بھائی مکرم ابو صالح صدر جماعت احمدیہ او ایم پی دکٹک ٹاؤن سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین

اس کے بعد جناب مکرم غلام مصطفیٰ صاحب نے بھی مرحوم کی مقبول دعاؤں کا تذکرہ کیا

مکرم سید ابو صالح صاحب صدر جماعت احمدیہ او۔ ایم۔ پی دکٹک ٹاؤن نے اپنے جذبات کو سختی سے قابو میں لا کر مکرم مولوی صاحب مرحوم کے حالات کو اس شعر سے شروع کیا ؎

مشک آنست کہ خود ببوید
نہ کہ عطار بگوید

آپ نے بھی مولوی صاحب مرحوم کی قبولیتِ دعا کے چند تازہ واقعات بیان کئے آپ نے بیان کیا کہ کٹک کی سنگلاخ زمین میں آپ نے اپنی دعاؤں اور لگاتار تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں جماعت اسلامی کے ناظم مکرم سید یعقوب علی کو جماعت احمدیہ میں داخل کرایا اسی طرح اور بھی بہت سے ایسے ہیں جو آپ کے زیر تبلیغ رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر کرے

بعدہ مکرم مولوی شیخ عزیز الدین صاحب مکرم سید ظفر الدین صاحب، مکرم مولوی بشیر الدین خالد صاحب (تارا کوٹی) مکرم طارق احمد صاحب اور مکرم شیخ محمود احمد صاحب (کیندرا پاڑہ) نے مرحوم مولوی صاحب کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کیا

بعدہ متفقہ طور پر قرارداد تعزیت پاس کی گئی جس میں مرحوم کے لئے مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی۔ اور احباب جماعت سے اس مرد مجاہد کی نماز جنازہ غائب ادا کرنے کی درخواست کی گئی۔

پونچھ شہر میں تبلیغی سرگرمیاں

اٹھارہ افراد حلقہ بگوش احمدیت

یہ سراسر خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ وادی پونچھ میں تیرہ فعال جماعتیں قائم ہیں۔ اور خاص شہر پونچھ میں احمدیہ مسلم مشن موجود ہے۔ جس میں بڑے شوق سے غیر از جماعت افراد مسلمان، ہندو اور سکھ اور دیگر معززین جماعت احمدیہ کے بارے تحقیق کرنے کے لئے آتے رہتے ہیں ۱۹۷۳ء میں احمدیہ مشن کا افتتاح بڑی شان سے انعقاد ہوا جس سے وہ لوگ جو جماعت احمدیہ کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ انہیں احمدیت کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنے کا نادر موقعہ ملا ان کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ اور وہ جماعت کے زیادہ قریب آ گئے اس علاقہ میں اکثریت ایسے معززین شہر کی ہے جو جماعت احمدیہ کو تمام فرقہ ہائے اسلام میں عزت اور تعریف کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہماری جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کو دیکھ کر برملا کہتے ہیں کہ آج اگر غیر ممالک میں اسلام کی بہتر رنگ میں کوئی خدمت کر رہا ہے وہ جماعت احمدیہ ہی ہے علاقہ پونچھ میں جب بھی غیر مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کرنا مقصود ہوتی ہے تو غیر احمدی ایسے موقعہ پر ہم کو ہی بلاتے ہیں ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

گزشتہ دنوں جب پونچھ میں لیفٹیننٹ جنرل جگجیت سنگھ صاحب تشریف لائے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار نے اپنے معزز جنرل کی خدمت میں دسہرا کے اجتماع میں اسلامی لٹریچر پیش کیا۔ جس کو آپ نے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہوئے خوشنودی کا اظہار فرمایا جس پر بعض متعصب مسلمانوں نے بہت برا منایا۔ اور کہا کہ پاکستان نے تو آپ کو غیر مسلم قرار دیا۔ لیکن آپ لوگ ابھی بھی تبلیغ اسلام کرتے ہیں جس پر خاکسار نے ان سے کہا کہ پاکستان کا فیصلہ کوئی خدائی فیصلہ نہیں اور ہمیں اپنے مسلمان ہونے کے بارہ میں کسی سرکاری سند کی ضرورت نہیں اور پاکستان کا فیصلہ ہماری تبلیغ اسلام میں روک نہیں بن سکتا۔ بلکہ انشاء اللہ اس میں اور تیزی آئے گی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جب حکومت پاکستان نے احمدیوں کے بارہ میں ظالمانہ فیصلہ دیا تو پونچھ کے غیر از جماعت سنی مسلمانوں نے اخبارات میں آرٹیکل وغیرہ دے کر پاکستان کے فیصلہ کی مذمت کی اور واضح طور پر کہا کہ اگر احمدی مسلمان نہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور پھر عجیب اتفاق ہے کہ پاکستان کے فیصلہ نے لوگوں میں تحقیق احمدیت کے بارے میں بیداری پیدا کر دی جو احمدیت سے متاثر تھے یا حالات ان کے حق میں ناساز گار تھے انہوں نے اپنی غیرت کا شاندار ثبوت دیا کر ۱۸ افراد بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ جن میں چار افراد کی بیعت مکرم محمد شفیع صاحب صدر جماعت احمدیہ چارکوٹ کے ذریعہ ہوئی۔

اس سال ماہ مارچ میں بتاریخ ۲۷-۲۸ کو خاص شہر پونچھ میں احمدیہ کانفرنس کی منظوری محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے فرمائی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہماری حقیر مساعی میں خاص برکت دے اور وہ لوگ جو اس وقت احمدیت سے دور ہیں وہ احمدیت میں داخل ہو کر اپنی روحانی تشنگی کو دور کر سکیں

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشت خار

خاکسار: حمید الدین شمس مبلغ پونچھ کشمیر

درخواست دعا

جماعت احمدیہ بمبئی کے دو مخلص افراد مکرم حاجی محمود تقا بارودوالا صاحب دختقان قلب اور ان کے بیادر اصغر ... صاحب عارضہ بیماری بلڈ پریشر دل کی بیماری میں بیمار رہے ہیں۔ دونوں دوست ہسپتال میں بھی داخل رہ کر زیر علاج رہے ہیں اور صحت یاب ہو کر گھر آ گئے ہیں وہ دونوں کافی کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان کرام ہر دو بھائیوں کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا اور ان کے اہل و عیال کا بھی حافظ و ناصر ہو اور صحت و سلامتی سے خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

خاکسار: شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

درخواست دعا

مکرم داؤد احمد صاحب تبسم چارکوٹ

مکرم نذیر احمد صاحب ابن مکرم نورالدین صاحب صدر جماعت احمدیہ کالابن مکرم نثار احمد صاحب بڈھانوں نے بی اے فرسٹ ائیر کا امتحان ماہ مارچ میں دے رہے ہیں۔ ان کی نمایاں کامیابی اور خادم دین ہونے کے لئے نیز منیر حسین صاحب عابد چارکوٹ پریشانیوں سے نجات اور دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار حمید الدین شمس، مبلغ پونچھ کشمیر

وصایا

نوٹ: یہ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو آگاہ کرے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۰۸۶: میں محمد عبد النبی احمدی ولد مکرم محمد قاسم صاحب احمدی قوم احمدی مسلمان پیشہ سرکاری ملازمت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۴۸-۳-۹ ساکن گوری دیوی پیٹ ضلع کھمم صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴-۲-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۲۹۶ روپے بطور ملازمت سرکار تنخواہ مجھے ملتے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں گا۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا فقط

العبد: محمد عبد النبی احمدی ہندی پنڈت ضلع پرشد ہائی اسکول گوری دیوی پیٹ ضلع کھمم (آندھرا)

گواہ: عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ گواہ: عبد الرحمٰن ہیڈ ماسٹر گوری دیوی پیٹ

وصیت نمبر ۱۴۰۸۷: میں آمنہ بیگم زوجہ مکرم محمد عبد النبی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ امور خانہ داری عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت ۴۸-۳-۹ ساکن گوری دیوی پیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع کھمم صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴-۲-۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

کان کے پھول طلائی ۳ ماشہ قیمت ۱۲۰/- روپے علاوہ ازیں ۲۵۰ روپے میرا مہر بھی ہے جو میں شوہر سے وصول کر چکی ہوں کل ۳۷۰ روپے کے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس جائیداد پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط

الموصیہ: آمنہ بیگم زوجہ محمد عبد النبی ہندی پنڈت ضلع پرشد ہائی اسکول گوری دیوی پیٹ ضلع کھمم آندھرا ۶۴-۲-۲ گواہ شد: عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد حال نزیل گوری دیوی پیٹ گواہ شد: محمد عبد النبی ہندی پنڈت

وصیت نمبر ۱۴۰۸۸: میں محمد تاج الدین ولد مکرم ماسٹر عبد النبی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت ۵۵-۵-۲۵ ساکن گوری دیوی پیٹ ڈاکخانہ گوری دیوی پیٹ ضلع کھمم صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴-۲-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے اگر اس کے بعد جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر ۱/۱۰ کے حساب سے وصیت حاوی ہو گی۔ میرا گذارہ تجارت پر ہے مجھے اس سے اس وقت ۳۰ روپے ماہوار مل جاتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس وصیت کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد: محمد تاج الدین ڈاکخانہ گوری دیوی پیٹ بھدرا چلم۔ کھمم آندھرا

گواہ شد: عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد حال نزیل گوری دیوی پیٹ

گواہ شد: محمد عبد النبی ہندی پنڈت ضلع پرشد ہائی اسکول گوری دیوی پیٹ ضلع کھمم (آندھرا)

وصیت نمبر ۱۴۰۸۹: میں محمد یوسف احمدی ولد مکرم محمد ابراہیم صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۶۰ء ساکن گناپیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع مشرقی گوداوری صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴-۳-۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے اگر بعد میں کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میرا گذارہ صدر انجمن کے وظیفہ پر ہے جو کہ ۴۰/- روپے ماہوار ہے میں اس تنخواہ کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں اس گذارہ میں اگر کوئی تبدیلی ہوگی تو اس کی اطلاع دفتر کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر جو بھی میری جائیداد ثابت ہو گی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی فقط ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد: محمد یوسف احمدی معلم وقف جدید ۶۴-۳-۵ جگناپیٹ ضلع ایسٹ گوداوری

گواہ شد: عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد حال مقیم عملاپورم ضلع ایسٹ گوداوری ۶۴-۳-۵

گواہ شد: سید خلیل احمد عملاپورم ضلع ایسٹ گوداوری (آندھرا پردیش)

وصیت نمبر ۱۴۰۹۰: میں عبد الکریم خان ولد عبد الوحید خان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دھوال ساہی سونگھڑا ڈاکخانہ سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴-۳-۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد غیر منقولہ ہے۔ گھر کا رقبہ ۸ کنٹھ واقع دھوال ساہی سونگھڑہ قیمتی ۲۰۰۰/- روپیہ ہے جس میں چار بھائی ہیں اور میں شریک ہوں مجھے اس سے چوتھا حصہ یعنی ۵۰۰ ملے گا۔ اس کے علاوہ میں محکمہ تعلیم میں بمبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار پر ملازم ہوں میں ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی وفات پر جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد عبد الکریم خان

گواہ شد: ذوالفقار علی خان احمدی امور عامہ گواہ شد: خاکسار سید یعقوب الرحمٰن

وصیت نمبر ۱۴۰۹۱ الف

میں زین العابدین خان ولد گوہر علی صاحب قوم پٹھان پیشہ تجارت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دھوال ساہی سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴-۳-۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد غیر منقولہ ہے۔ ایک مکان کا رقبہ ۶ کنٹھ واقع دھوال ساہی قیمتی ۱۳۰۰/- روپیہ ہے نیز تجارت سے ۳۰ روپے ماہوار آمد ہوتی ہے میں ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گا اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی بعد وفات جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہو گی۔ العبد زین العابدین۔ گواہ شد: ذوالفقار علی خان احمدی امور عامہ

گواہ شد: خاکسار سید یعقوب الرحمٰن

وصیت نمبر ۱۴۰۹۳:

میں زبیدہ بی بی زوجہ زین العابدین خان قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن دیوان حالی سونگھڑا ڈاکخانہ سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۴-۳-۱۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ بصورت زمین ۴ گھنٹہ دو مرلہ اور ۱۳ بیسوہ واقع موضع دھوال ساہی و ماشری میں ہے جس کی قیمت ۸۵۰ روپے ہے یہ زمین مجھے خاوند کی طرف سے ۷۵۰ روپے مہر کے عوض ملی ہے۔ میرے پاس زیورات نہیں ہیں میں اس رقم ۸۵۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی اور وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ نشان انگوٹھا زبیدہ بی بی

گواہ شد خاوند موصیہ زین العابدین۔ گواہ شد یوسف علی خاں صدر جماعت احمدیہ سونگھڑہ

گورنر اڑیسہ جناب اکبر علی خان صاحب سے ملاقات اور لٹریچر کی پیشکش

مورخہ ۷ ر نومبر ۷۴ء کو جناب اکبر علی خان صاحب گورنر صوبہ اڑیسہ ہمارے قریب کے پنچائیت ہائی سکول میں تشریف لائے۔ خاکسار نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت احمدیہ غنچہ پاڑا کے بعض معزز افراد کے ہمراہ ان کی ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا۔ ان کے استقبال کے لئے ایک پھولوں کا ہار بھی ساتھ تھا۔ جناب ضلع مجسٹریٹ صاحب کی اجازت سے ہم گورنر صاحب کے پاس پہنچے۔ سٹیج پر پھولوں کا ہار پہنایا گیا۔ پھر ملاقات کے بعد انگریزی اور ہندی میں کچھ لٹریچر پیش کیا گیا۔ ہمارے اس تحفہ کو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ ہم سے متعارف ہونے سے پہلے ہی انہوں نے لٹریچر کو دیکھتے ہی بے ساختہ کہا کہ "کیا آپ احمدی ہیں؟ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم آپس میں مل جل کر امن سے رہیں گے۔ ہم پاکستانیوں کی طرح نہیں ہیں"۔ جناب گورنر صاحب نے اپنی تقریر میں اتحاد و اتفاق پر مفصل روشنی ڈالی۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: شمس الحق خان معلم وقفِ جدید مقیم غنچہ پاڑا (اڑیسہ)

قرار دادِ تعزیت بروفات محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مدراس

مورخہ یکم جنوری بعد دوپہر اچانک یہ افسوس ناک اطلاع ملی کہ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مدراس، کلکتہ میں وفات پا گئی ہیں اور ان کا تابوت بذریعہ ہوائی جہاز قادیان لایا گیا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اس اطلاع کے ملتے ہی قادیان کی جملہ مستورات میں رنج و غم کی ایک لہر دوڑ گئی۔

مرحومہ مکرم یوسف صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی اور حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ کی حقیقی بھتیجی اور مکرم رفیق احمد صاحب آف مدراس کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ اکثر جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان آتی تھیں اس سال بھی جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کے لئے قادیان آئی تھیں۔ مستورات کے جلسہ کے پہلے اجلاس کی صدارت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ ۱۸ ر دسمبر تک قادیان میں رہیں۔ واپسی کے لئے کلکتہ سے ہو کر مدراس جانے کا پروگرام تھا۔ چنانچہ ۱۸ ر دسمبر کو یہاں سے کلکتہ گئیں اور اچانک ۳۰/۳۱ دسمبر کی درمیانی شب میں Brain Haemorrhage ہوجانے کی وجہ سے کلکتہ میں ہی وفات پا گئیں۔ وہاں سے ان کا تابوت بذریعہ ہوائی جہاز قادیان لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔

مرحومہ مغفورہ انتہائی خوش اخلاق، پرہیزگار اور خدمتِ دین کا جذبہ رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ تقسیم ملک سے پہلے اور اس کے بعد سے اب تک مدراس کی لجنہ کی صدر رہیں اور اپنی ذمہ داری کو بہت احسن رنگ میں انجام دیتی رہیں۔ ہمیشہ یہی جذبہ رہا کہ میں مدراس کی لجنہ کو نمایاں ترقی کی منازل کی طرف لے جاؤں۔

اُن کی اس اندوہناک وفات پر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان اور لوکل کے اس غیر معمولی اجلاس میں جملہ عہدیداران اور ممبرات آپ کے خاوند محترم رفیق احمد صاحب، آپ کے چاروں صاحبزادگان اور آپ کی صاحبزادی محترمہ آنسہ تبریز صاحبہ اور دیگر افرادِ خاندان سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے تعزیت کرتی ہیں۔ اور ان کے اس عظیم صدمہ میں شریک ہوتے ہوئے دعا کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ نیز لجنہ اماء اللہ مدراس میں ان کی وفات سے جو خلا واقع ہوگیا ہے اس کو اپنے فضل سے پُر کرے۔ آمین۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ اس قرار داد کی نقول مرحومہ کے خاوند محترم رفیق احمد صاحب، ان کے صاحبزادگان ان کی صاحبزادی اور اخبار بدر کو بھجوائی جائیں۔

عہدیداران لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان و ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان

درخواست دعائے مغفرت

محترمہ صاحبہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب میرؓ ریٹائرڈ آفیسر صحابی حضرت مسیح موعودؑ ساکن آسنور کشمیر ۲۹ ر دسمبر ۷۴ء علی الصبح ربوہ میں اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

آپ خواجہ غلام رسول صاحب ڈار برادر اصغر حضرت حاجی محمد عمر صاحب ڈارؓ کشمیر کے اولین احمدی اور صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی تھیں۔ ۱۹۷۱ء کے آخر میں خواجہ عبدالمنان صاحب میر جج سرگودھا خواجہ محمد عبداللہ صاحب میر سیٹ لائیٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ دو لڑکیوں ہمشیرہ امۃ الرحیم اور ہمشیرہ امۃ اللہ کے پاس ملاقات کے لئے تشریف لے گئی تھیں۔ یہاں آسنور میں اُن کے دو لڑکے خواجہ عبدالسلام صاحب میر اور خواجہ عبدالوہاب صاحب میر اور ایک لڑکی امۃ الرحمٰن (جو میری اہلیہ ہیں) ہیں۔ ہم سب اپنی والدہ محترمہ سے ملاقات نہ کرسکے۔ احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ وہ مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے صبرِ جمیل کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو آمین ثم آمین۔

(خاکسار سعید احمد ڈار آسنوری حال نزیل قادیان)

صداقتِ احمدیت کا روشن نشان (بقیہ از صفحہ ۲)

(بقیہ از صفحہ ۲)

مگر افسوس صد افسوس کہ آج کے علماء اور خشیۃ اللّٰہ یہ دونوں باتیں کچھ متضاد سی معلوم ہوتی ہیں۔ کاش کہ احمدیت کے بارہ میں غلط باتیں کہتے اور لکھتے وقت اُنہیں حسب ذیل ارشادِ خداوندی کا کسی قدر پاس ہوتا:-

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل آیت: ۳۷)

اور اے مخاطب! جس بات کا تجھے علم نہ ہو تو اس کی اتباع نہ کیا کر۔ کیونکہ کان، آنکھ اور دل ان سب کے متعلق تجھ سے پوچھا جائے گا۔

ماسوا اس کے علماء کی اس کذب بیانی اور افتراء پردازی کو ربوہ کے جلسہ سالانہ پر حاضر ہونے والوں کی تعداد نے طشت از بام کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اگر پاکستانی اسمبلی کے فیصلہ کے بعد احمدیوں میں اپنے عقیدے سے انحراف کی ایسی رَو چلی تھی تو پھر چند ماہ بعد یہ اُلٹی گنگا کیسے بہنے لگی؟ کہ بجائے پہلے سالوں کی نسبت جلسہ سالانہ میں حاضر ہونے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہوجانے کے گزشتہ سال سے ڈیڑھ گنا بڑھ گئی!! حقیقت یہی ہے کہ حالیہ مخالفت کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ بہت زیادہ شان کے ساتھ اُبھری ہے۔ کیا بلحاظ جماعت کے اور کیا بلحاظ احمدیوں کے انفرادی طور پر ایمان میں پختگی اور قربانیوں میں اُن کے معیار کے کہیں زیادہ بڑھ جانے کے۔

جماعت کے ہر دو مراکز میں کامیاب جلسہ سالانہ کا انعقاد احمدیت کی صداقت کا ایسا روشن نشان ہے جسے معمولی عقل و خرد کا آدمی بھی بچشم خود مشاہدہ کرسکتا ہے۔ اور دیکھ سکتا ہے کہ احمدیوں کو نہ تو مخالفین کی تشدد آمیز کارروائیاں اُن کے عقیدہ سے برگشتہ کرسکتی ہیں اور نہ ہی افترائی تشہیر ان میں کسی طرح کی بددلی پیدا کرسکتی ہے۔ تمام احمدیوں کے ایمان مضبوط چٹان کی طرح قائم رہتے ہوئے ہمیشہ محبت و پیار کے ساتھ دوسروں کو بھی اسی امر کی دعوت دیتے چلے جائیں گے کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۷ر اکتوبر ۷۴ء کو مکرم سید بدرالدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید قادیان نے خاکسار کی بچی عزیزہ فاطمہ بیگم کے نکاح کا اعلان عزیزم محمد جلال الدین صاحب ولد مکرم احمد بیگ صاحب ساکن منگل پیٹ ڈاکخانہ راجندری ضلع ایسٹ گوداوری (صوبہ آندھرا) کے ساتھ بعوض مبلغ ۷۲۵/- روپے حق مہر پر کیا۔ اس موقعہ پر شہر کے غیر احمدی احباب اور غیر مسلم بھی موجود تھے۔ موقعہ کی مناسبت سے خطبہ دیا گیا۔ اور خدا کے فضل سے دس بیعتیں بھی ہوئیں۔ احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعثِ برکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے آمین۔ اس موقعہ پر مبلغ ۵/- روپیہ درویش فنڈ اور ۵/- روپے اعانتِ بدر میں دیئے گئے۔

خاکسار: محمد یوسف معلم وقفِ جدید جگنہ پیٹھ۔

نائب وزیر دفاع کی کرڈاپلی میں تشریف آوری

آپ کے اعزاز میں جماعت احمدیہ کرڈاپلی کی طرف سے ایک جلسہ

نگر پائے کانگریسی لیڈر جناب بیپن پٹنائیک کے ذریعہ اطلاع ملی کہ ۲۶ر دسمبر کی صبح بارامان ڈیم دیکھنے کی غرض سے نائب وزیر دفاع مع سرکاری افسران کرڈاپلی تشریف لائیں گے۔ ہمیں پہلے سے ایکا سرکاری پروگرام بھی مل گیا تھا۔ اس خبر سے ہمیں خوشی ہوئی خاکسار اور صدر جماعت مکرم مولوی محمد صدیق صاحب اور دیگر احباب نے مشورہ کرکے وزیر صاحب موصوف اور سرکاری افسران کے اعزاز میں ایک جلسہ اور ٹی پارٹی کا انتظام کیا۔ نماز عید الاضحیٰ سے قبل وقت مقررہ پر وزیر صاحب موصوف شری جانکی بلبھ پٹنائیک مع سرکاری افسران جیپ کاروں پر تشریف لائے کاروں سے اترتے ہی مکرم جناب قمر علی صاحب، دلبہرہ سابق صدر جماعت احمدیہ کرڈاپلی وحالی صدر پنچایت کمیٹی نے وزیر صاحب موصوف کے گلے میں پھول کا ہار ڈالا۔ وزیر صاحب موصوف نے ہم لوگوں کو عید مبارک دی۔ ڈیم دیکھنے کے بعد خاکسار کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ جو مکرم شیخ یوسف صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم مولوی محمد صدیق صاحب صدر جماعت احمدیہ کرڈاپلی نے ایڈریس پڑھ کر سنایا۔ ایڈریس کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کا مسلک، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کلنکی اوتار کی آمد اور آپ کی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ آپ کے ذریعہ تمام نبی زندہ ہوئے۔ آپ کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ یونیورسل برادر ہڈ قائم کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ اور قرآن مجید کے تراجم اور مساجد وغیرہ کے بارہ میں تفصیل سے ذکر کیا۔ اور بتایا کہ یہ جماعت اب انٹرنیشنل پوزیشن حاصل کر چکی ہے۔ خاکسار کی تقریر کے بعد محترم وزیر صاحب شری جانکی بلبھ پٹنائیک نے اپنی تقریر شروع کی۔

آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ سے میں واقف ہوں اور کچھ لٹریچر بھی پڑھ چکا ہوں۔ تاہم اس وقت مولوی صاحب کی زبانی اس جماعت کی غیر معمولی قربانی اور لوگوں کو روحانیت کی دعوت دینا بہت بڑا کام ہے۔ اور یہ کوئی معمولی جماعت نہیں ہے۔ واقعی اس جماعت کے جو خیالات ہیں اُن پر نظر کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ جماعت ایک نہ ایک دن دنیا پر غالب آجائے گی۔ میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں کہ آج میں ایک روحانی جماعت کی مجلس میں شامل ہو کر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع پا رہا ہوں۔ اس پر میں آپ لوگوں کا بہت ہی مشکور ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے لئے اور آپ کے مرکز کے لئے میری خدمات ہر وقت حاضر ہیں۔ جب بھی کوئی ایسی ضرورت پیش آئے آپ بخوشی میرے پاس دہلی تشریف لائیں۔ میں آپ لوگوں کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

آپ کی تقریر کے بعد شری اچھوتا نند داس سابق ایم۔ایل۔اے اور ...گڑھ کے مشہور کانگریسی لیڈر نے جماعت کی تعریف کرتے ہوئے بتایا کہ ہم لوگ پہلے بھی اس جماعت سے ہر رنگ میں تعاون کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ اس روحانی جماعت سے تعاون کرتے رہیں گے۔ یہ جماعت ایک فعال جماعت ہے۔ بھگوان کرے کہ ہمارا یہ بھائی چارہ ہمیشہ قائم رہے۔ آخر میں خاکسار نے وزیر صاحب موصوف اور حاضرین کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا۔ وزیر موصوف اور آپ کے جملہ رفقاء چونکہ سب اڑیسہ کے ہیں اس لئے تمام کارروائی اُڑیہ زبان میں ہوئی۔

جلسہ سے فارغ ہو کر وزیر صاحب موصوف کی خدمت میں جماعت کا چیدہ چیدہ لٹریچر جو پیکٹ کی صورت میں تیار کیا گیا تھا، پیش کیا گیا۔ جسے وزیر صاحب موصوف نے بخوشی قبول فرمایا۔ ان کے علاوہ تمام دیگر افسران کی خدمت میں بھی کافی تعداد میں لٹریچر پیش کیا گیا۔

بعد ازاں مہمانوں کی چائے، پھل اور مٹھائی وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ بوقت رخصت جناب وزیر صاحب موصوف نے مصافحہ کرتے ہوئے اپنی سابقہ بات کا اعادہ کرکے فرمایا جس وقت بھی جو کام ہو مجھ سے ملیں۔ میں آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ اس طرح معززین کا یہ قافلہ بذریعہ جیپ کار روانہ ہوا۔

ہم لوگوں نے اس کے بعد نماز عید الاضحیٰ بھی ادا کی اور اس طرح یہ دونوں تقاریب خیر و خوبی اور نہایت خوشگوار ماحول میں اختتام پذیر ہوئیں۔ احباب سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتا چلا جائے۔ آمین۔

خاکسار: سید فضل عمر کٹکی عفی اللہ عنہ
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

شذرات ...... بقیہ صفحہ (۸)

کسی نہ کسی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح ناصریؑ کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں جو ایک نبی تھے۔ لیکن ابھی اس رسالے کے مضمون کی سیاہی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ انہی مولانا نے اپنے ہی دلائل کی تردید شائع کر دی۔ جہاں تک ان مولانا کے علمی تبحر کا سوال ہے وہ تو اپنی جگہ مسلّم ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ ان پر زمینی سایہ پڑ گیا اور وہ گہنا گئے۔ اور باوجود ایک وزن دار شہتیر ہونے کے سیلاب وقت میں تنکے کی طرح بہہ گئے۔

ہمیں ان مولانا سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم اس پر کوئی تبصرہ ... نہیں کرنا چاہتے کہ سے

بجھے بجھے سے چراغوں پہ طنز کیا کیجیے
اب آفتاب ترستے ہیں روشنی کے لئے

۳۔ مسٹر بھٹو پر کفر کا فتویٰ!

تازہ خبر ہے کہ پاکستان میں مولانا مودودی کی پارٹی جماعت اسلامی نے اپنے کراچی کے ایک اجلاس میں مسٹر بھٹو کی حکومت پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ سارے ملک میں ایسی کارروائیاں کر رہی ہے جو سراسر غیر اسلامی ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پاکستان میں گزشتہ الیکشن کے موقع پر تمام مخالف پارٹیوں نے مل کر مسٹر بھٹو پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ مسٹر بھٹو کے برسر اقتدار آجانے کے بعد مخالف پارٹیاں دب گئیں اور یہ فتویٰ بھی باسی ہو گیا۔ پھر جب مسٹر بھٹو نے تمام مُلّاؤں کی ہمنوائی کرکے قومی اسمبلی سے جماعت احمدیہ کے خلاف غیر مسلم ہونے کا فیصلہ کروایا تو کچھ عرصہ تک بھٹو کو وقت کا سب سے بڑا مجاہد قرار دیا گیا۔ اور مخالف پارٹیوں کی سیاسی پیاس کسی حد تک بجھ گئی۔ لیکن سیاست کی شدید دھوپ نے انہیں پھر تشنہ لب کر دیا۔ اور کافر سازی کی مشین زنگ آلو ہونے لگی تو وہ پارٹیاں پھر سرگرم ہو گئیں۔ اور انہوں نے نہ صرف مسٹر بھٹو پر بلکہ ساری پاکستانی حکومت پر غیر اسلامی ہونے کا فتویٰ عاید کر دیا ہے۔

۴۔ آتشزدگی سے نقصان اور ہمدردی

پشاور کے قصہ خوانی بازار میں ۱۰ر جنوری کی صبح کو جو آگ لگی تھی اس میں نقصان کا اندازہ ۴۰ لاکھ روپیہ لگایا گیا اور شام کی خبروں میں بتایا گیا کہ صوبائی وزیر مسٹر حیات محمد خان صاحب شیر پاؤ نے موقعہ پر پہنچ کر نقصان زدگان کو یقین دلایا کہ ان کے نقصان کو حکومت پورا کرے گی۔

یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ لیکن گزشتہ سال ہم ایسی ہمدردی کو ترستے رہے۔ جب جماعت احمدیہ کی کروڑوں روپے کی جائیدادیں لوٹی اور جلائی جا رہی تھیں۔ شاید اس وقت ارکان حکومت کے سینوں میں دل ہی نہ تھے۔ ورنہ ہمدردی ضرور پیدا ہوتی۔ اس وقت تو آگ لگانے والوں کو آفرین اور انعام ملتے تھے!!

۵۔ سخت جان احمدی

ربوہ کے جلسہ سالانہ میں اسلام اور احمدیت کی شمع کے اتنے زیادہ پروانوں نے شرکت کی کہ اس سے پہلے کبھی اتنی تعداد نہ ہوئی تھی۔ باوجود اس کے کہ اس سال سپیشل ٹرینوں اور سپیشل بسوں کا انتظام نہ ہو سکا تھا، نظام خلافت کی مضبوط اور بابرکت تاروں سے بندھے ہوئے مخلصین جماعت جوق در جوق اپنے مرکز اور پیارے آقا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

جلسہ ربوہ میں شرکت کرنے والے تمام پیارے بھائیوں نے ہر راستہ میں وہ مقتل بھی دیکھے ہونگے جہاں ہمارے قابل فخر شہداء نے ہنستے کھیلتے شہادتیں دی تھیں اور اپنی جانیں رفعت اسلام اور عظمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کی تھیں۔ شاید ہی سارے پاکستان میں کوئی راہ ایسی ہوگی جہاں شہداء کے خون نے ربوہ جانے والے قافلوں کے ہاتھ اہل وفائے ربوہ کو سلام نہ بھیجا ہو۔ ربوہ کے جلسہ پر جانے والے خوش قسمت احمدیو! آپ نے شہداء کے خون کی خوشبو ضرور سونگھی ہوگی اور دل میں کہا ہوگا ؎

ہر راہ جو ادھر کو جاتی ہے مقتل سے گزر کر جاتی ہے

ٹانڈی (جزائر فجی) میں دیوالی کی تقریب

(بقیہ صفحہ اول)

کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ کتاب میں سے یہ اقتباس بھی پیش کیا کہ ہم دنیا کا سفر ایک صحرا میں سے طے کر رہے ہیں اس سفر میں راستہ کی پیاس بجھانے کے لئے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے سلوک اور میل ملاپ جیسے ٹھنڈے پانی کی ضرورت ہے۔ آخر پر صاحب صدر اور شہر کے دیگر معزز ہندو بھائیوں نے میری تقریر پر خوشی کا اظہار کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تقریر کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔

اللّٰھم آمین۔